

مئی 2009ء



- پاکستان کے تمام مسائل کا حل نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں ہے (اداریہ)
- قتل و مارت گری غیر مسلموں کا کام ہے مسلمانوں کا نہیں۔ (باب الحدیث)
- "تکافل" موجودہ غیر شرعی انشورنس کا متبادل (دارالافتاء)
- سجا مسلک اہل سنت (پہلی قسط)
- فکر و رضا فکر و مسکن از ایمان اور تقسیم القرآن کا تقابلی جائزہ
- ترقی و تکان کی تعداد رکعات کا احادیث سے ثبوت (آخری قسط)
- بہارِ پروکھوت بنانے کی تیاریاں
- اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی



جامعہ نظریہ رضویہ

انڈین لوہاری دروازہ، لاہور 042-7865030



أَعِزِّي قَارِئُكَ اللَّهُ عَلَيْكَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 لاہور
 فیفہ پورہ
النظامیہ
 علمی، ادبی، تحقیقی مجلہ

جلد نمبر 9 شماره نمبر 5

مئی 2009ء

مدیر مسئول
محمد اکرام اللہ
 0300-6212350

ناظم شاعت
حافظ نصیر احمد ہزاروی
 0300-9415300

زیر سرپرستی
 جانشین قاری اعظم پاکستان صاحبزادہ
محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی
 ناظم ادبی
 جامعہ نظامیہ رضویہ

مدیر اعلیٰ
محمد طاہر تبسم قادری
 0300-9439464

معاون مدیر
محمد رمضان سیالوی
 0333-4229060

رابطہ کئے
 دفتر مجلہ النظامیہ
 جامعہ نظامیہ رضویہ
 لوہاری گیٹ لاہور
 042-7665030

سرکاری نمبر
 صاحبزادہ
غلام مرتضیٰ ہزاروی
 0300-4270963
 اس دائرے میں سرگشتان اس بات کی علامت ہے
 کہ آپ کا ذرا سالانہ ختم ہو چکا ہے

ممبر شپ فیس
 پاکستان سالانہ بذریعہ ڈاک
 250 روپے
 قیمت فی شمارہ 20 روپے

نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

اندر دہ لوہاری
 دروازہ لاہور
 042-7665030
جامعہ نظامیہ رضویہ

حسن ترتیب

صفحہ	عنوان
۳	اداریہ (پاکستان کے تمام مسائل کا حل نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں ہے) مدیر اعلیٰ کے قلم سے
۷	باب الحدیث (قتل و غارت گری غیر مسلموں کا کام ہے مسلمانوں کا نہیں) شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی
	سچا مسلک..... اہل سنت
۱۰	پروفیسر عون محمد سعیدی
	فکر رضا..... فکر رسا، کنز الایمان اور تہذیب القرآن کا تقابلی جائزہ
۲۳	شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی
	نمازہ بچکانہ کی تعداد و رکعات کا احادیث مبارکہ سے ثبوت (آخری قسط)
۲۹	علامہ مولانا محمد کاشف اقبال مدنی
	بہاولپور کو سوات بنانے کی تیاریاں
۳۳	حافظ محمد معراج
	اے چشم اشک بار..... ڈرا دیکھ تو سہی
۳۷	قاری محمد عارف ستار القادری
	دارالافتاء) ”مکافل“ موجودہ غیر شرعی انشورنس کا متبادل
۴۳	ابوالفضا مفتی محمد رمضان سیالوی
	☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

اداریہ

پاکستان کے تمام مسائل کا حل نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں ہے

ریاست مدینہ کے بعد پاکستان دوسرا اسلامی ملک ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے۔
 ”پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ“ کے نعرے کی صدائے بازگشت آج تک ہماری فضاؤں
 میں سنائی دے رہی ہے۔ نزول قرآن کی رات (لیلۃ القدر) میں اس ملک کے قیام میں بھی اس
 بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس خطہ زمین کو نیا آئین و قانون بنانے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا
 آئین چودہ سو سال پہلے آسمان سے بصورت قرآن نازل ہو چکا ہے اور اس کا قانون وہی ہے
 جسے رسالت مآب ﷺ نے ریاست مدینہ میں عملاً نافذ کر کے دنیا والوں کے سامنے نمونہ بطور پیش
 کر دیا تھا۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ انگریزوں کے جن کالے قوانین اور فرسودہ نظام سے بغاوت
 کر کے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا انہیں بیک جنبش قلم ختم کر کے محمد عربی ﷺ کا نظام نافذ
 کر دیا جاتا۔ تاکہ یہاں ایک اسلامی معاشرہ قائم ہوتا۔ اس ملک کے باشندے اسلامی نظام کی
 برکات سے بہرہ مند ہوتے۔ عدل و انصاف کا بول بالا ہوتا، معاشرتی تقسیم نہ ہوتی، ہر ایک کی
 جان، مال، عزت اور آبرو محفوظ ہوتی، ہر شہری کو مذہبی آزادی حاصل ہوتی، باعزت روزگار ہوتا
 ذات پات کا تصور نہ ہوتا، کسی گورے کو کالے پر فضیلت نہ ہوتی، جاگیردارانہ نظام ختم ہو جاتا، ہلکی
 وسائل پر مٹھی بھر لوگوں کا قبضہ نہ ہوتا، لوگ تھانے پکھری کے چکر میں رسوا نہ ہوتے، نصاب تعلیم
 اور نظام تعلیم اسلامی اور غیر اسلامی کے خانوں میں نہ بٹتا، اسلامی نظام کی برکات سے اللہ کی بارگاہ
 سے رحمتوں کا نزول ہوتا اور ہم اقوام عالم باعزت قوم کے طور پر جانے جاتے۔ مگر افسوس کہ یہ
 خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اور آج تک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی ریاست میں
 تاج برطانیہ کا نظام اور امریکہ کا حکم چل رہا ہے، جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام، فیوڈل ازم
 ، سوشلزم اور کمیونزم کے بت گرائے نہیں جاسکے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے ریاست
 نے جب اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی بلکہ حکمرانوں نے اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کے لئے اسلام کو
 بطور سیڑھی، آلہ یا نعرہ استعمال کیا۔ تو بہت ساری جماعتیں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے جدوجہد
 کرنے لگیں جن میں کچھ اس جدوجہد میں مخلص تھیں تو کچھ محض اسلام کے نام پر اپنی سیاست

چکارہی تھیں۔ ان میں ایسی جماعتیں اور مکاتب فکر بھی تھے جن کے بڑوں نے نہ صرف کھل کر قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی اور یہاں تک کہا تھا کہ ہم پاکستان تو کیا؟ اس کی "پ" بھی نہیں بننے دیں گے بلکہ قائد اعظم کو "کافر اعظم" اور پاکستان کو "پلیدستان" کہنے لگے انہیں کے بارے میں مفکر اسلام علامہ محمد اقبال نے کہا تھا:

عجم ہنوز نداند رموز دین ورنہ
زدیوبند حسین احمد این چہ بوالعجبی است
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبیست

اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے والے ان نام نہاد دینی طبقوں نے پاکستان کے وجود کو آج تک دل سے تسلیم نہیں کیا۔ یہ وطن عزیز میں سیاست اور سیاست کے نام پر دوکانداری کرتے اور مفادات سمیٹتے ہیں مگر ان کا جھکاؤ ہمیشہ بھارت کی طرف رہا ہے۔ انہی کی چھتری تلے یا ان کی صفوں میں وہ لوگ بھی پھلنے پھولنے لگے جو ملک دشمن طاقتوں کے ایجنٹ بن کر کبھی نفاذ اسلام کے نام پر تو کبھی جہاد کشمیر کے نام پر تخریب کاری کرنے لگے حالانکہ اسلامی نظام کا نفاذ یا کشمیر کی آزادی ان کا کبھی ایجنڈا نہیں رہا ان کا واحد ایجنڈا وطن عزیز کو کمزور کرنا اور اکھنڈ بھارت کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا ہے۔

آج کالا کنڈ سے سوات، وانا پے وزیرستان اور پشاور سے بونیر تک انہی کی لگائی ہوئی آگ ہے جس میں ملک جل رہا ہے۔ ارباب بست و کشاد نے جس طرح نفاذ اسلام میں کوتاہی کی اسی طرح ان تخریب کاروں کو بروقت کچلنے میں بھی کوتاہی کی بلکہ ہماری سکیورٹی فورسز اور خفیہ ایجنسیاں اپنے مقاصد کے لئے انہیں استعمال کرتی رہی ہیں۔ اور آج وہ ملک، قوم اور معاشرے کے لئے ناسور کا روپ دھار چکے ہیں۔ سوچئے تو سبھی کہ نظام اسلام اور نظام عدل کے داعی آج مخالف مکاتب فکر کے لوگوں کو جن جن کو قتل کر رہے ہیں، بزرگان دین کے مزارات بموں سے اڑائے

جار ہے ہیں اور انہیں قبروں سے نکال کر چوراہوں پر لٹکایا جا رہا ہے۔ بیگانہ مسلمانوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے، بم دھماکے اور خودکش حملوں سے پاکستان اور دین اسلام کی جڑیں کمزور کی جا رہی ہیں، پارلیمنٹ اور سینٹ کے معزز ممبران کو کافر کہا جا رہا ہے، قانون سازی کو حرام اور جہاد کشمیر کو کفر کہا جا رہا ہے، یہ کون سا اسلام ہے؟ اب ان لوگوں کا ایجنڈا روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے اس میں کوئی ابہام نہیں، یہ مٹھی بھر مفاد پرستوں کا نولہ ہے جنہوں نے دنیا بھر میں اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کو بدنام کر دیا ہے، حکمران اگر ملک بچانا چاہتے ہیں تو آئین، قانون اور اسلام کے ان باغیوں کو کچلنے کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں بلا تفریق نقطہ و علاقہ نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ کا اعلان کر دیں۔ تاکہ پھر نفاذ اسلام کے نام پر کوئی سیاست نہ چکا سکے اور نہ ہی نوجوانوں کو ورغلا کر خودکش حملہ آور بنا سکے۔ اور نہ ہی وطن عزیز کے باشندوں کے ذہنوں میں یہ تصور ابھرے کہ یہاں نظام اسلام حاصل کرنے کے لئے ہندو قاتل اٹھانا پڑتی ہے۔ الغرض اس وقت پاکستان کے تمام مسائل اور پریشانیوں کا حل صرف اور صرف نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں مضمر ہے۔

شیخ الحدیث علامہ حافظ خادم حسین رضوی زید مجدہ کے لئے دلی صدمہ

30 مارچ 2009ء بروز جمعرات عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے مایہ ناز اور ہر دل عزیز استاذ، مجلس علماء نظامیہ پاکستان کے مرکزی صدر، فدایان ختم نبوت کے مرکزی امیر، جامع مسجد میرکی اور جامع مسجد رحمۃ للعالمین کے خطیب، استاذ الاساتذہ، مجاہد ملت، امیر ناموس رسالت، شیخ الحدیث والصراف علامہ حافظ خادم حسین رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے والد ماجد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جمعہ کی صبح تقریباً ساڑھے نو بجے آپ کے گاؤں نکلہ کلاں تحصیل پنڈی گھیب ضلع انک میں مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں عوام الناس کے علاوہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے اساتذہ، طلباء، ملک بھر سے آپ کے تلامذہ اور اہل سنت کے نامور علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے شرکت کی، نماز جنازہ کی امامت آپ کے پیرومرشد قبلہ خواجہ الحاج محمد عبدالواحد صاحب نے فرمائی۔ قصیدہ بردہ شریف، نعت شریف اور مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام کی گونج میں آپ کے والد ماجد کے جسدِ خاکی کو لحد میں اتارا گیا۔ آپ کے والد ماجد کا وصال آپ کے لئے، آپ کے برادران کے لئے اور آپ کے اہل خانہ کے لئے ہی صدمہ کا باعث نہیں بلکہ جامعہ نظامیہ رضویہ کی پوری انتظامیہ، تمام اساتذہ اور طلباء کے لئے بھی دلی صدمہ کا باعث ہے

جامعہ نظامیہ رضویہ، مجلس علماء نظامیہ، یزید رضا اور مجلہ النظامیہ کے اراکین حضرت استاذ العلماء کے ساتھ دلی تعزیت کرنے کے ساتھ ساتھ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ صدمہ عظیمہ برداشت کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے نیز مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

استاذ الحفاظ قاری اصغر علی چشتی مدظلہ سے تعزیت

17 اپریل 2009ء جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب ممتاز دینی درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ کے شعبہ حفظ کے استاذ مولانا قاری اصغر علی چشتی کے والد ماجد انتقال فرما گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی نماز جنازہ نماز جمعہ کے بعد علی پور چٹھہ کے قریب ان کے آبائی گاؤں میں ادا کی گئی اور وہیں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ میں علاقے کے لوگوں کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء و مشائخ اور جامعہ نظامیہ کے طلبہ نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث، جامع المعقول والمعتول حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ نے فرمائی جامعہ نظامیہ رضویہ کے اساتذہ و طلباء اور مجلہ النظامیہ کے تمام اراکین قبلہ قاری اصغر علی چشتی صاحب سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

بقیہ فکر رضا..... فکر رضا

کنز الایمان اور تفہیم القرآن کا تقابلی جائزہ

”معصیت“ اور ”پستی میں گرنے“ کے الفاظ قابل توجہ ہیں بلاشبہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں یہ الفاظ قابل توجہ ہیں۔ بلاشبہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں یہ الفاظ ان کو عام انسانوں جیسے بشر سمجھنے کی فکر کے عکاس بھی ہیں۔

ہم نے چند مثالوں کے ذریعے قارئین کو یہ بات بتانے کی کوشش کی ہے کہ کنز الایمان کی عظمت، افادیت، فرق مراتب کا لحاظ اور دیگر بے شمار محاسن نے اس ترجمہ کو تمام اردو تراجم میں منفرد مقام عطا کیا ہے اور یہ ترجمہ مترجم کے حسن اعتقاد، فکر آخرت اور اللہ تعالیٰ اور رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور ان کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کے حوالے سے اپنی مثال آپ ہے۔

باب الحدیث.....

قتل و غارت گری غیر مسلموں کا کام ہے مسلمانوں کا نہیں

شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد صدیق بزاروی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا سنو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر تمہارا خون اور تمہارا مال اور تمہاری عزت حرام کر دی ہے جس طرح تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں محترم ہے۔ کیا میں نے تمہیں پہنچا دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔

پھر آپ نے فرمایا: تمہارا براہو میرے بعد تم لوگ کافر نہ ہو جانا کہ آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ (صحیح بخاری)

رسول اکرم ﷺ جو دین لے کر آئے وہ دین جان و مال اور عزتوں کا محافظ ہے۔ جب کوئی شخص اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کی جان، مال اور عزت کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے اسی لئے کسی مسلمان کو قتل کرنے والا، اس کا مال لوٹنے والا اور اس کی عزت پر حملہ کرنے والا شرعاً اور قانوناً مجرم قرار پاتا ہے اور سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

اس حدیث شریف میں اسلام کے ان ہی شہری اصول و ضوابط کا ذکر ہے درحقیقت حدیث شریف خطبہ حجۃ الوداع کا ایک حصہ ہے رسول اکرم ﷺ نے جو آخری حج فرمایا اس کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے اور اس موقعہ پر مسلمانوں کا ایک جم غفیر میدان عرفات میں جمع ہوا کیونکہ جب مختلف علاقوں اور قبائل کے لوگوں کو اس بات کا علم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ حج کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں تو ہر شخص آپ کے ساتھ حج بیت اللہ کی سعادت اور اعزاز کا متمنی ہوا اس لئے رسول اکرم ﷺ کی مدینہ طیبہ سے روانگی کے بعد بھی راستے میں مختلف مقامات پر لوگ آپ کے ساتھ ملتے رہے اور شریک سفر ہوئے۔

چونکہ رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ اس حج کے بعد آپ

کا وصال ہو جائے گا اور یہ آپ کا آخری حج ہے جس طرح آپ نے بعض خطبات میں بھی اپنے وصال کا اشارہ دیا اس لیے رسول اکرم ﷺ میدان عرفات میں اپنی اونٹنی کی پیٹھ پر خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دو کام کئے۔

۱..... ارشاد خداوندی ہے: یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل الیک۔ (اے رسول ﷺ جو کچھ آپ کی طرف اتار گیا اس کو لوگوں تک پہنچا دیجئے)۔ کے مطابق تبلیغ دین کا جو فریضہ انجام دیا اس پر لوگوں سے گواہی لی اور پھر اللہ تعالیٰ کو اس گواہی پر گواہ بنایا تاکہ کل قیامت کے دن کوئی انکار نہ کر دے۔

۲..... دوسری بات یہ کہ ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا، امت مسلمہ کو جامع اصول حیات دے دیئے جس میں اس بات کو واضح فرمایا کہ انسانی برتری کا معیار رنگ و نسل یا زبان یا علاقائی تعلق نہیں بلکہ جو شخص متقی ہے وہ معزز ہے اور جو سب سے زیادہ متقی ہے وہ سب سے زیادہ معزز ہے۔ حدیث شریف کا جو حصہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اس میں تین بنیادی باتوں کا ذکر ہے انسان کے لئے سب سے زیادہ قیمتی اشیاء یہ تین ہیں، جان، مال اور عزت۔

اس لئے خصوصی طور پر ان تینوں کو تحفظ عطا فرمایا اور اس تحفظ کی تاکید کے لئے حکمت عملی کی راہ اپنائی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس تحفظ کو دو طرح یعنی بنایا ایک تو لفظ حرام ذکر کیا کہ دوسرے شخص کا قتل حرام ہے، کسی کا مال چوری کرنا یا کسی طرح بھی اس کے مال کو نقصان پہنچانا حرام ہے اور کسی کی عزت پر حملہ کرنا بھی حرام ہے۔

لفظ حرام کے استعمال سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ عمل اختیار ہی نہیں بلکہ واجب ہے کیونکہ جب قتل حرام ہوگا تو جان کا تحفظ فرض ہوگا جب کسی کا مال لوٹنا یا اس پر کسی بھی ناجائز طریقہ پر قبضہ کرنا حرام ہے تو اس کی حفاظت واجب ہے اور جب کسی کی عزت پر حملہ حرام ہے اور تحفظ عزت و ناموس لازم اور فرض ہے اور فرض کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے۔

اس تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے دوسرا راستہ اختیار کیا کہ فرمایا تمہارے اوپر تمہارا خون تمہارا مال اور تمہاری عزت حرام کر دی گئی حالانکہ یہاں خون، مال اور عزت سے مراد دوسروں کا خون دوسروں کا مال اور دوسروں کی عزت ہے۔ لیکن ان الفاظ کے استعمال سے اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ دوسروں کے مال خون اور عزت کو اپنے مال اپنے خون اور اپنی عزت کی طرح سمجھو اور چونکہ کوئی کبھی

مخلص اپنا خون نہیں بہاتا اپنا مال چوری نہیں کرتا اور اپنی عزت کا سودا نہیں کرتا لہذا جب دوسرے مسلمان کے مال جان اور عزت کے بارے میں تمہارا یہی تصور ہوگا تو تم اس کی بھی حفاظت کرو گے۔ جس طرح ایک اور حدیث میں فرمایا: المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلّمہ (مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر خود ظلم کرتا ہے نہ کسی اور کے سپرد کرتا ہے)۔ گویا اخوت اسلامی کا نظریہ ان تمام خرابیوں کے قلع قمع کا اہم ذریعہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے اس دن یعنی نو ذوالحجہ اس مہینے یعنی ذوالحجہ اور اس شہر یعنی مکہ مکرمہ کو بھی عزت و حرمت والے قرار دیا۔ نو ذوالحجہ کا دن یوم حج کی وجہ سے بالخصوص حجۃ الوداع کے موقع پر حجۃ المبارک کا دن ہونے کی وجہ سے نہایت عظمت والا دن تھا، ذوالحجہ ان مہینوں میں سے ہے جن کا احترام دو بر جاہلیت میں بھی کیا جاتا تھا اور مکہ مکرمہ کو بھی امن اور عزت والا شہر قرار دیا گیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارو، اگرچہ قتل گناہ کبیرہ ہے لیکن گناہ کبیرہ کی وجہ سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ رسول اکرم ﷺ کے ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کا کام نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو قتل کرے بلکہ وہ تو ذی کافر کو بھی قتل نہیں کرتا، یہ تو کافروں کا کام ہے کہ وہ مسلمانوں کو قتل کرتے ہیں لہذا مسلمانوں کو کفار کے طور طریقوں سے بچنا چاہیے جن میں سے ایک عمل مسلمان کو قتل کرنا بھی ہے۔

﴿بقیہ..... لے چشم اشک بار..... ذرا دیکھ تو سہی﴾

بلکہ خائف ہوں اور مدرسوں سے نکل کر رسم شہیری ادا کرنے کا ہے۔ آج آپ تمام علماء و مشائخ متحد ہو کر اپنا منہ یکجا کر دے اور اسلام کا صحیح شخص اجاگر کریں اور دین کے ان غداروں کو جو کھوٹی توحید کی آڑ میں سادہ لوح امت مسلمہ کے ایمان کو کمزور بنانا چاہتے ہیں۔ ان تشویشناک حالات میں، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر آج بھی آپ نے ان فرقہ پرست اور دین کے نام نہاد شکیکداروں کی ان ریشہ وراثتوں کے توڑ کے لیے کوئی لائحہ عمل طے نہ کیا تو پھر: تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

امریکہ کے ایجنٹ اور گماشتے دین برحق اسلام اور علماء حق کو بدنام کرنے کے لیے طرح طرح کی سازشوں اور ریشہ وراثتوں میں مصروف کار ہیں۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان فتنہ پرور اور اشتعال پسندوں کے ان مذموم ہتھکنڈوں کا منہ توڑ جواب دیں۔ اور یہی بھی آپ کی ذمہ داری ہے کہ ان کی اس ریشہ وراثی کو حکومت پاکستان تک پہنچا کر قرآن و حدیث کے حقیقی مفاہم و مطالب کو بگاڑنے سے بچائیں۔ اور اپنے پیارے وطن پاکستان کو فرقہ واریت اور اشتعال پسندوں سے پاک کریں۔

سچا مسلک..... اہلسنت

پروفیسر عون محمد سعیدی، بہاولپور

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا**۔ (۱) عمران (۱۰۳) ترجمہ: اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں جدا نہ ہو۔ اس آیت کریمہ کے حوالے سے چند اہم بنیادی باتیں ملاحظہ فرمائیں:

☆..... چونکہ امت مسلمہ میں تفرقہ کا امکان تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ اگر تفرقہ کا امکان ہی نہ ہوتا تو پھر ولا تفرقوا ایک بے معنی قسم کی نبی بن جاتی۔ پس یہ تفرقہ جو آج ہم اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر رہے ہیں چونکہ اس نے وجود میں آنا تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔

☆..... اس آیت میں جل کر جل کر اللہ کو تھام لینے کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ”حبل“ مونث اور مضبوط رے کو کہتے ہیں جو بہت سی چھوٹی بڑی رسیوں سے مل کر بنتا ہے۔ اس میں اشا رہے کہ کچی جماعت فکری اور عددی لحاظ سے طاقتور اور مضبوط ہوگی۔ نیز یہ کہ کچی جماعت ایک ہی ہوگی جبکہ اس کے مقابلے میں فرقے بہت سے ہوں گے۔

☆..... لفظ ”حبل اللہ“ میں سنت مصطفیٰ ﷺ کی طرف اشارہ ہے۔ اور لفظ جمیعاً میں جماعت کی طرف اشارہ ہے۔ گویا دونوں کا نتیجہ نکلا ”اہل سنت و جماعت“۔

☆..... تفرقہ اور اختلاف میں فرق ہے۔ اہل حق میں اختلاف تو ہو سکتا ہے مگر تفرقہ نہیں۔ کیونکہ اختلاف کے باوجود جماعت قائم رہ سکتی ہے مگر تفرقہ کے ہوتے ہوئے جماعت قائم نہیں رہ سکتی۔ لہذا اہل سنت میں فقہ و تصوف کے فکری و تحقیقی اختلافات ان کے جماعت ہونے کے لیے مضر نہیں۔

☆..... تفرقہ سے مراد یا تو عقائد حقہ میں اختلاف کرنا ہے جیسا کہ وہ بعض باطل فرقے جو اہل سنت سے عقائد حقہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ یا پھر اس سے مراد دنیاوی امور، اغراض

مادہ، بغض و حسد اور مصیبت کی وجہ سے گروہ بندی کرنا ہے۔ جیسا کہ موجودہ جمہوری دور کی سیاسی دہائی اور نسلی جماعتیں وغیرہ۔

☆..... لاتفرقوا کے لفظ سے معلوم ہوا کہ فرقہ بندی کرنا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ لیکن اس سے مراد وہی لوگ ہوں گے جو تفرقہ کے ذمہ دار ہوں گے اور جن لوگوں نے حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام رکھا ہوگا، وہ نہ فرقہ کہلائیں گے اور نہ ہی تفرقہ کے حوالہ سے گناہ گار ہوں گے۔ اگر پانچ افراد صراط مستقیم پر جا رہے ہوں، پھر ان میں سے ایک دو افراد صراط مستقیم پر چلنے کی بجائے کسی اور طرف مڑ جائیں تو گناہ گار وہی لوگ ہوں گے جو صراط مستقیم سے ہٹ گئے اور جو شروع سے ہی صراط مستقیم پر رواں دواں ہیں انہیں ہرگز مجرم نہیں کہا جائے گا۔

☆..... بہت سے لوگ ایسے ہیں جو شروع سے ہی سنت رسول ﷺ اور جماعت صحابہ کے راستہ پر چل رہے ہیں۔ درمیان میں کچھ لوگ آئے جو صراط مستقیم سے ہٹ چلے گئے اور فرقہ بندی وجود میں آتی گئی۔ پس جو لوگ شروع سے سنت و جماعت کے راستہ پر چل رہے ہیں انہیں ہرگز ہرگز تفرقہ باز نہیں کہا جائے گا۔ تفرقہ باز وہی لوگ ہوں گے جو صراط مستقیم سے ہٹ کر کسی اور راستے پر چل پڑے۔

☆..... جو لوگ سنت و جماعت کو چھوڑ کر دین میں فرقہ بازی اور امت میں رخسائے اندازی کے مجرم ہیں، انہیں دعوت ہے کہ وہ تفرقہ کو چھوڑ کر سنت و جماعت میں آجائیں ورنہ قیامت کے دن نار جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔

☆..... اس آیت میں لفظ حبل استعمال کیا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے ”رستہ“ اور رے کے ہمیشہ دو کنارے ہوتے ہیں۔ علماء امت نے کیا خوب ارشاد فرمایا کہ حبل اللہ سے مراد حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ ﷺ کی بھی دو جہتیں ہیں۔ ایک طرف تو آپ اللہ سے واصل ہیں اور دوسری طرف آپ بندوں میں شامل ہیں۔ ایک طرف تو آپ کا تعلق کائنات سے ہے اور دوسری طرف آپ کا تعلق رب کائنات سے ہے۔ جس کا ہاتھ حضور پاک ﷺ کے ہاتھوں میں ہوگا، درحقیقت اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوگا۔ یہی وہ حبل اللہ

ہے جسے مضبوطی سے پکڑنے کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے اور اسی ذات سے تعلق معیار حق و باطل ہے۔ حملا للہ سے حضور ﷺ کی ذات گرامی مراد لینے پر ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ اسی آیت میں واذا کروا نعم اللہ کے الفاظ آئے ہیں اور نعم اللہ سے مراد حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

حدیث پاک سے مذکورہ آیت کی تشریح:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت 73 فرقوں میں منقسم ہوگی اور ان میں سے ایک کے سوا سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا: حضور! وہ کون سا گروہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جو میری سنت کا حامل اور میرے صحابہ کے طریقہ سے وابستہ ہوگا۔ (ترمذی) اب اس حدیث کے حوالے سے چند نکات ملاحظہ ہوں:

☆..... معلوم ہوا کہ قرآن حکیم نے جس تفرقہ سے منع فرمایا ہے، حدیث طیبہ کے مطابق وہ معرض وجود میں ضرور آئے گا۔

☆..... بعض لوگ جو حضور ﷺ کی اس حدیث پر یقین نہیں رکھتے ان کا کہنا ہے کہ جتنے بھی فرقے ہیں سارے کے سارے غلط ہیں، ان کا یہ کہنا بجائے خود غلط ہے۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق سارے کے سارے غلط نہیں، بلکہ 72 غلط ہیں۔

☆..... اسی طرح حضور کی مذکورہ حدیث پر یقین نہ رکھنے والے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سارے کے سارے فرقے صحیح ہیں۔ ان کا یہ کہنا بھی غلط ہے، کیونکہ حدیث پاک کے مطابق ان میں سے ایک جماعت صحیح ہے۔

☆..... اب ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم ان 73 فرقوں میں سے ایک صحیح جنتی جماعت کو تلاش کریں۔ تاکہ ہم 72 ناری فرقوں سے بچ جائیں۔

☆..... اگر کوئی شخص ایک ایسے ملک میں رہتا ہو جہاں مسلمانوں کے ساتھ طرح طرح کے دین رکھنے والے کفار بھی رہتے ہوں۔ اب اس شخص کا یہ کہنا غلط ہوگا کہ سارے کے سارے دین صحیح ہیں۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہوگا کہ سارے کے سارے دین غلط ہیں۔۔۔ یقیناً اس کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ان میں سے سچا دین تلاش کرے ورنہ وہ جہنمی ہوگا۔ بالکل اسی طرح مختلف ممالک کے

درمیان رہتے ہوئے سب کو صحیح یا سب کو غلط کہنا بھی درست نہیں۔ حدیث پاک کے مطابق اس پر صحیح مسلک کی تلاش ضروری ہے۔ ورنہ وہ جہنم میں جائے گا۔

سچا مسلک کون سا ہے؟

بعض لوگ اپنی کم علمی کی بناء پر یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ حضور ﷺ کا کوئی فرقہ نہ تھا۔ نہ سنی، نہ شیعہ، نہ دیوبندی، نہ اہل حدیث۔ لہذا ہم بھی کسی فرقے کے نہیں ہیں۔ یہ ان کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں تو یہ فرقے وجود میں ہی نہ آئے تھے۔ حضور ﷺ ہی کے فرمان کے مطابق یہ فرقے آپ کے بعد وجود میں آئے۔ اگر حضور ﷺ آج کے زمانہ میں ہوتے تو اپنی ہی حدیث پاک کے مطابق 72 جہنمی فرقوں کی بجائے ایک جنتی گروہ کے ساتھ ہوتے۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں اسلام کے بعد صرف ایک ہی نیا فرقہ وجود میں آیا تھا اور وہ منافقین کا فرقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود ہی حضور ﷺ کو اس فرقہ سے علیحدہ رہنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ ان کی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ ان کا جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا اور قرآن حکیم میں ان کی شدید ترین مذمت فرمائی۔ لہذا اگر کوئی اور باطل فرقہ بھی حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں وجود میں آئے تو حضور ﷺ ان سے علیحدہ ہی رہتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

اس آیت کریمہ کے مطابق سچوں کو تلاش کر کے ان میں شامل ہو جانا حکم خداوندی ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو رب کریم کی سخت نافرمانی کے مرتکب ہوں گے۔ لہذا اب ہم سچا مسلک ڈھونڈنے میں آپ کی بھرپور علمی و فکری راہنمائی کرنے چلے ہیں۔ اگر ہمارے دلائل آپ کی سمجھ میں آجائیں تو پھر آپ کو سچا مسلک قبول کرنے میں کوئی باک نہیں ہونا چاہیے۔

ہماری سوچی سمجھی رائے کے مطابق سچا مسلک صرف اور صرف ”اہل سنت و جماعت“ ہے جس کے ماننے والوں کو، پاسان مسلک اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے برصغیر میں ”بریلوی“ کا خوبصورت لقب بھی دیا جاتا ہے۔

ہم آپ کی خدمت میں 32 مضبوط فیصلہ کن دلیلیں پیش کرنے کی سعادت حاصل

کریں گے۔ امید ہے کہ ان کو پڑھ سمجھ لینے کے بعد آپ اہلسنت کے علاوہ کسی اور کی طرف نگاہیں اٹھا کر ہرگز نہیں دیکھیں گے۔

1- آیت سے ثبوت:

وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا..... میں لفظ جمیعاً یہ بتا رہا ہے کہ سچے راستے پر چلنے والی ”بہت بڑی جماعت“ ہوگی۔ جبکہ اس کے مقابل جفرتے ہوں گے وہ اقلیت میں ہوں گے۔ اب اگر آپ پوری دنیا کا جائزہ لیں تو ائمہ اربعہ سے تعلق رکھنے والے.. حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی.. سارے کے سارے اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح مختلف سلسلہ ہائے طریقت.. قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی.. یہ سب بھی اہل سنت و جماعت ہی سے تعلق رکھتے ہیں (لیکن یہ ذہن میں رہے کہ صرف مذکورہ ٹائٹل استعمال کر لینا ہی کافی نہیں جب تک کہ سواد اعظم کے ساتھ کامل فکری وابستگی نہ ہو)۔ معلوم ہوا کہ اہل سنت دنیا کی سب سے بڑی جماعت ہیں۔ جنہیں حدیث پاک میں سواد اعظم کا لقب بھی دیا گیا ہے۔ اور ساری امت کو اس کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا: اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شد شد فسی الشار۔ (مکھوۃ) یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو۔ اس سے جو الگ ہوادہ جہنم میں بھیجا جائے گا۔

یاد رہے کہ یہ جائزہ پوری دنیا کو سامنے رکھ کر پیش کیا گیا ہے۔ اگر کسی خاص علاقے یا خطے میں کوئی خاص فرقہ افرادی یا سیاسی لحاظ سے زیادہ طاقتور ہو تو اس سے ان کا سچا ہونا لازم نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ فرقہ پوری دنیا میں کثرت کے ساتھ نہیں ہے، صرف کچھ علاقوں میں اس کی تعداد زیادہ پائی جاتی ہے۔

اسی طرح اگر آپ نے پوری دنیا میں اہل سنت کی اکثریت ملاحظہ کرنی ہو تو رجحان الاول کے مہینہ میں اس کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جبکہ پوری دنیا کے اہل سنت مل جل کر دھوم دھام سے جشن عید میلاد النبی ﷺ منارہے ہوتے ہیں۔ تمام ملکوں کے جینٹلوں پر کروڑوں مسلمان آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں منا کر آپس میں اتحاد و اتفاق اور اخوت و بھائی چارہ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پوری دنیا میں اکثریت صرف اور صرف اہل سنت کی ہے۔

اس بات کو تو مخالفین بھی مانتے ہیں کہ اہلسنت ہی دنیا میں سب سے زیادہ پائے جاتے ہیں، غیر مقلدین کے بڑے عالم جناب احسان الہی ظہیر صاحب اپنی کتاب ”البریلویہ“ کے شروع میں اقرار کرتے ہیں کہ میں سمجھتا تھا کہ یہ اہل بدعت (اہل سنت) صرف پاک وہند میں پائے جاتے ہیں مگر جب میں پوری دنیا میں گیا تو مجھے پتہ چلا کہ ہر جگہ ہم لوگ پائے جاتے ہیں۔

مدنی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

2- صراط مستقیم کون سا ہے؟

قرآن حکیم کی سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے ہر مسلمان اپنے صراط المستقیم کی دعا مانگتا ہے۔ اس دعا کے بعد دو گروہ بیان کیے گئے ہیں۔ ایک اہل حق کا، جس کا تذکرہ صراط الہدٰی اُفَعِیَّتْ عَلَیْہُمْ میں ہے۔ اور دوسرا اہل باطل کا، جس کا تذکرہ غَیْرِ الْمُغْضُوْبِ عَلَیْہِہُمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حق دہاں ایک دوسرے سے جدا ہیں، سب کو غلط اور سب کو صحیح کہنے والے غلطی پر ہیں۔ الذین انعم علیہم کے راستے پر چلنا ہی صراط مستقیم ہے۔ گویا حق کے متلاشی اگر یہ دعا کثرت کے ساتھ مانگیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں سچا راستہ دکھائے جانے کی امید ہے۔ لیکن اس کے لیے غلوں نیت ضروری ہے۔ صرف ”بلانیت“ الفاظ قرآنی دہرا دینے سے مقصود حاصل نہ ہوگا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

راقم الحروف حلفاً عرض کرتا ہے کہ پروفیسر عبدالرشید صاحب آف ہارون آباد جو کہ ڈاہرانوالہ ڈگری کالج کے پرنسپل رہے ہیں اور ابھی تک بقید حیات ہیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں پہلے تبلیغی جماعت میں بہت زیادہ سرگرم تھا۔ لیکن میں روزانہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزر کر اِمْدَادِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ کی دعا کرتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تبلیغی جماعت سے دور کر دیا اور میں پکا سچا صحیح العقیدہ خالص مخلص سنی بن گیا۔ اور اب الحمد للہ! میں اہل سنت و جماعت کے سچے مسلک پر سو فیصد مطمئن ہوں۔

3- روحانی مدد:

الحمد للہ! اہل سنت روحانیت کے بھی قائل ہیں اور انبیاء و اولیاء کی طرف سے (باذن اللہ) روحانی امداد کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ بعض اوقات کچھ خوش نصیبوں کو روحانی ذریعے سے بھی

صراط مستقیم عطا کر دیا جاتا ہے۔ نوائے وقت کے معروف کالم ”نور بصیرت“ کے کالم نگار میاں عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کالم میں بھی لکھا، نیز ان کی سوانح میں بھی یہ واقعہ وضاحت کے ساتھ درج ہے کہ وہ پہلے غیر مقلد تھے، نہ صرف وہ بلکہ ان کا پورا گھرانہ غیر مقلد تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ لاہور کی ایک شخصیت کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ لوگوں کی درخواستیں ”گورنر رومانی پنجاب“ کے ذریعے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور اس طرح لوگوں کے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔ لوگوں کا جھگڑا تھا۔ ہر شخص اپنی اپنی پریشانیاں لکھوا رہا تھا۔ میں نے کہا ”میں بھی لکھوں گا“۔ کہتے ہیں کہ میں نے حضور پاک ﷺ کی بارگاہ میں دو چیزوں کی درخواست کی: 1۔ عشق رسول ﷺ 2۔ شہادت کی موت

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ کچھ دنوں کے بعد میں نے اپنے اندر آہستہ آہستہ تبدیلی محسوس کی۔ غیر مقلدیت کا جو تشدد میرے سینے میں تھا وہ بتدریج ختم ہوتا چلا گیا اور ایک دن ایسا آیا کہ میں پکا سچا خالص تخلص سنی بن گیا، اور دل میں محبت رسول کے چراغ روشن ہو گئے۔ دوسری دعا اس طرح قبول ہوئی کہ ایک عرصہ کے بعد میاں صاحب کو نامعلوم قاتلوں نے ان کے گھر میں گھس کر شہید کر دیا۔ جس کی خبر نوائے وقت کے پہلے صفحہ پر شائع ہوئی۔

4۔ اولیاء کرام کا مسلک:

میرے والد گرامی حضرت مولانا اللہ وسایا سعیدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جھنگ کا ایک شخص غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے تقریر کا وقت لینے آیا، بوقت ملاقات اس نے مجھے بتایا کہ میں نے ایم اے تاریخ کیا ہوا ہے۔ پہلے میرا تعلق اہل تشیع سے تھا (اس نے اپنے سر میں ماتم کے دھم بھی دکھائے) ایک مرتبہ میں اہل تشیع کی مجلس میں شریک تھا۔ میں نے تقریر کرنے والے عالم صاحب سے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ حضرت! برصغیر میں اسلام کیسے آیا؟ اس نے جواب دیا: کہ بزرگان دین (داتا صاحب، بابا صاحب، خواجہ صاحب، وغیرہم) کی کاوشوں سے۔۔۔ اس پر میں نے پھر سوال کیا کہ حضرت! ان بزرگان دین کا مسلک کیا تھا؟ (یعنی وہ شیعہ تھے یا سنی؟) یہ سوال سن کر وہ عالم سنج پا ہو گیا اور حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ لوگو! یہ شخص پاگل ہو گیا ہے، اس کی بھیشتی لگاؤ۔ یہ سننے کی دیر تھی کہ لوگ مجھ

کالم پڑھے اور میری خوب درگت بنائی۔ اس دن کے بعد میں شیعہ مسلک سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تاب ہو گیا اور پکا سچا سنی بن گیا۔

5۔ گنبدوں کا تاریخی تسلسل:

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ دنیا کے تمام مسلمان ممالک میں صلحاء کے مزارات پائے جاتے ہیں۔ کوئی سو سال پرانا ہے، کوئی دو سو سال، کوئی چار سو سال، کوئی ہزار سال۔ اور خود گنبد خضراء آج بھی عشاق کی آنکھیں ٹھنڈی کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مزارات بنانے کا سلسلہ شروع سے ہی چلا آ رہا ہے۔ اور آج بھی یہ طریقہ اہل سنت میں معروف ہے۔ لیکن وہ لوگ جو غیر سنی ہیں وہ گنبدوں کے مخالف ہیں اور یہ مخالفت ابن عبد الوہاب نجدی کی تحریک پر حال ہی میں سوڈینہ سو سال پہلے شروع ہوئی۔ پس معلوم ہوا کہ اہل سنت جو گنبدوں والے ہیں وہ تو شروع سے ہی چلے آ رہے ہیں اور گنبدوں کے مخالف غیر سنی یہی کل کی پیداوار ہیں، جو ان سے کٹ کر تفرقہ بازی میں مبتلا ہیں۔ اس دلیل سے فیصلہ ہو گیا کہ سنی لوگ ہی واحد گہی جماعت ہیں۔

6۔ مسلک حق کی برکتیں:

حال ہی کا واقعہ ہے کہ سندھ میں محمد پناہ ٹوٹانی نامی ایک ان پڑھ سنی شخص کو جب کسی غیر مقلد نے ستایا تو اس نے مخالف سے شرط لگائی کہ دونوں آگ جلا کر اس میں سے گزرتے ہیں۔ جو سچا ہو گا وہ بچ جائے گا اور جو جھوٹا ہو گا وہ جھلس جائے گا۔ مقررہ دن سینکڑوں افراد موقع پر پہنچ گئے، آگ جلائی گئی۔ محمد پناہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہتا ہوا آگ سے گزر گیا، دیکھنے والوں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ اس کو آگ نے ذرہ برابر بھی نہیں چھوا تھا۔ لیکن جب اہل سنت کا مخالف غیر مقلد آگ سے گزرا تو سب لوگوں نے کھلی آنکھوں سے ملاحظہ کیا کہ وہ بری طرح جھلس چکا تھا۔ یہ واقعہ نوائے وقت، خبریں، جنگ وغیرہ اخباروں میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: سلسلہ سدا بہار خوشبوئیں از مولانا عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور) مذکورہ واقعہ حقانیت اہل سنت کی روشن دلیل ہے۔

7۔ اہل سنت سے مباہلہ کا نتیجہ:

جب اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ حق کو دنیا کے سامنے واضح کرے، تو وہ اس طرح کے غیبی

کرشموں کا ظہور فرماتا ہے کہ دیکھنے والوں کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ حق کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی تائید ہوتی ہے جب کہ باطل کو عذاب الہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایسے بے شمار واقعات ریکارڈ پر ہیں کہ جب غیر سنیوں نے حدود سے تجاوز کیا تو انہیں اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا سامنا ہوا۔ ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیے:

”گوچرانوالہ کے مشہور دیوبندی عالم شیخ عبدالعزیز نے ایک مرتبہ غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے علم غیب کے موضوع پر مناظرہ کیا۔ دوران مناظرہ غزالی زماں نے اس کے مطالبہ پر ترمذی شریف سے ایک حدیث نکال کر پیش کی تو وہ غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور طیش میں آکر کتاب کو پھینک دیا۔ غزالی زماں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: تو گستاخ اور بے ادب ہے، اب میں تجھ سے مناظرہ نہیں مہلہ کروں گا۔ چنانچہ دونوں نے یہ الفاظ کہے: ”اگر میرا مقابل حق پر ہوا اور میں باطل پر ہوں تو میں ایک سال کے اندر اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاؤں۔ اور اگر میں حق پر ہوں تو میرا مقابل اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے۔“ شیخ عبدالعزیز جب اگلے دن گوچرانوالہ میں صبح نماز کے بعد قرآن مجید کا درس دینے کے لیے بیٹھے اور بولنا چاہا تو الفاظ منہ سے نہ نکل سکے اور زبان باہر نکل آئی۔ کافی دنوں تک علاج کی کوشش کی گئی لیکن ڈاکٹروں نے کہہ دیا کہ کوئی مرض ہو تو اس کا علاج کیا جائے۔ یہ تو عذاب الہی ہے۔ بالآخر سال پورا ہونے سے پہلے ہی وہ عذاب الہی میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئے۔ (مقالات کاظمی، ج: ۱، ص: ۱۹-۲۲)

8۔ کفر اور گمراہی کا ایک ہی رنگ ڈھنگ:

کفر اور گمراہی آپس میں بہن بھائی ہیں۔۔۔ اسی طرح سچا دین اور سچا مسلک بھی آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ہر دور میں یہی ہوتا چلا آیا ہے اور آج کل بھی یہی ہو رہا ہے کہ جہاں بھی مسلمانوں سے محاذ آرائی ہوتی ہے تو سارے کے سارے کافر الکفر ملتے واحد کے مطابق مسلمانوں کے خلاف آپس میں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اور بالکل یہی صورت حال اہل سنت کی ہے کہ جب بھی کہیں ان کے ساتھ باہمی مخالفت کا موقع بنتا ہے تو تمام غیر سنی جماعتیں اور تنظیمیں تشابہت قلوبہ کے مطابق آپس میں مخالف ہونے کے باوجود سنیوں کے

خلاف متحد ہو جاتی ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح کفر ملتے واحد ہے اسی طرح گمراہی بھی ملتے واحد ہے جو خوف زدہ ہو کر حق کے خلاف اکٹھے ہو جاتی ہے۔ کیونکہ باطل کی نفسیات یہی ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں ہونے کے باوجود حق کے خلاف یک آواز ہوتا ہے۔ پس جس طرح اسلام برحق ہے اسی طرح اس کی صحیح تعبیر و تشریح کرنے والی سنیت بھی برحق ہے۔

9۔ حق کی حق کے ساتھ مماثلت:

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ حق کی حق کے ساتھ مماثلت ہوتی ہے اور دونوں تقریباً ایک جیسی حالت میں ہوتے ہیں۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمان کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود کفار کے مقابلے میں زبوں حالی کا شکار ہیں۔ اور بالکل اسی طرح اہل سنت بھی کثیر تعداد میں ہونے کے باوجود غیر سنیوں کے مقابلے میں زبوں حالی کا شکار ہیں۔ کفار کے مقابلے میں خستہ حال ہونے کے باوجود اسلام بہر حال حق ہے۔ اسی طرح غیر سنیوں کے مقابلے میں خستہ حال ہونے کے باوجود اہل سنت بھی بہر حال حق ہیں۔

10۔ اسلام اور اہل سنت دونوں امن پسند:

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک امن پسند دین ہے۔ جو دہشت گردی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا بلکہ اس کا قلع قمع کرتا ہے۔ اسی طرح اہل سنت بھی ایک امن پسند مسلک ہے جو دہشت گردی کو قطعاً پسند نہیں کرتا بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ہم تمام مسالک کا جائزہ لیتے ہیں تو قیام پاکستان سے لے کر اب تک اہل سنت کا دامن دہشت گردی سے بالکل پاک نظر آتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلے میں تمام غیر سنی مسالک پر دہشت گردی کا الزام ہے۔ جو کہ حقیقت پر مبنی ہے۔ جس کے ناقابل تردید ثبوت اخبارات میں شہ سرخیوں کی صورت میں موجود ہیں۔۔۔ معلوم ہوا کہ اسلام بھی امن پسند اور اہل سنت بھی امن پسند۔ دونوں ہی برحق اور دونوں ہی قرآن وحدیث کے مطابق۔

11۔ حق کی حمایت کرنے والا مسلک:

اس بات پر تمام اہل اسلام کا ”پاستھائے چند“ اجماع ہو چکا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ برحق تھے اور یزید باطل پر تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ تمام اہل سنت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت

اور دفاع کرتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں غیر سنی جماعتیں یزید کو سچا اور امام حسین کو (نعوذ باللہ) باغی قرار دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں۔ رسوائے زمانہ کتاب ”رشید ابن رشید“ پر کم و بیش ڈیڑھ سو دیوبندی علماء کے تصدیقی دستخط موجود ہیں جس میں گستاخ مصنف نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف زہرا لگنے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اسی طرح غیر مقلدین بھی ہر وقت یزید کی وکالت کرتے نظر آتے ہیں۔

چونکہ حق پرست لوگ ہمیشہ حق کی حمایت کرتے ہیں اور باطل پرست ہمیشہ باطل کی حمایت کرتے ہیں۔ پس جو لوگ امام حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت کرتے ہیں وہ حق پر ہیں۔ اور جو لوگ یزید کی حمایت کرتے ہیں وہ باطل پر ہیں۔

12۔ درود و سلام والا مسلک:

جب ہم اہل سنت کو دیکھتے ہیں تو وہ ہمیں قدم قدم پر **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** آمنتوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کے حکم پر عمل پیرا ہو کر درود و سلام کو فروغ دیتے نظر آتے ہیں۔ دعوت اسلامی کی مشہور کتاب ”فیضان سنت“ کے ہر درس کا آغاز درود و سلام سے ہوتا ہے اسی طرح ان کی ہر کتاب کے شروع میں درود شریف اور اس کی فضیلت تحریر ہوتی ہے بلکہ وہ ہر بات کے اختتام پر صلوا علی الحبيب کہہ کر درود شریف کی صدا بلند کرتے ہیں۔ اسی طرح منہاج القرآن کی طرف سے بھی لاہور میں مرکزی گوشہ درود قائم کیا گیا ہے۔ جہاں اربوں کی تعداد میں درود و سلام پڑھ کر بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ شب و روز میں کسی وقت بھی موقوف نہیں ہوتا۔ نیز دنیا بھر میں جگہ جگہ ”حلقہ درود“ قائم کر کے لوگ اکٹھے ہو کر حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں۔ مزید برآں اہل سنت کا یہ شعار ہے کہ وہ ہر نعت سے پہلے، اذان سے پہلے، نماز جمعہ کے بعد اور ہر محفل کے اختتام پر درود و سلام پڑھنے کو قطعاً نہیں چھوڑتے۔ صلوا علیہ وسلموا تسلیما پر اس سے بڑھ کر بھلا کون سا مسلک عمل کر رہا ہے۔ لہذا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** امنوا کے زمرہ میں بھی یہی لوگ آتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کی مشہور کتاب ”تبلیغی نصاب“ جسے وہ لوگ پہلے ہر وقت اپنے ساتھ اٹھائے پھرتے تھے، اس کے آخر سے انہوں نے درود شریف کا پورا باب

ہی اڑا دیا ہے۔ بلکہ کتاب کا نام بھی تبدیل کر کے ”فضائل اعمال“ رکھ دیا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ ہر موقع پر درود و سلام کے راستہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ نہ نماز جمعہ کے بعد پڑھنے دیتے ہیں، نہ اذان سے پہلے پڑھنے دیتے ہیں۔ نہ نعت سے پہلے پڑھنے دیتے ہیں اور نہ کسی محفل کے بعد پڑھنے دیتے ہیں۔ کبھی کسی درود کو ناجائز کہتے ہیں اور کبھی کسی درود کو۔ اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ جو لوگ ہر وقت درود و سلام کو اپنی عادت بنائے ہوئے ہیں وہ سچے ہیں، یا وہ لوگ جو اس سے جگہ جگہ روکتے پھرتے ہیں؟ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔

بہاؤ پور روڈاں بستی کے علامہ محمد سجاد قادری فرماتے ہیں کہ پہلے میں تبلیغی جماعت کے ساتھ تھا۔ ایک مرتبہ دعوت اسلامی کے اجتماع میں شرکت کا موقع ملا۔ جب ذکر کے بعد درود و سلام پڑھا گیا جس میں، میں بھی شامل تھا۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ میرے اندر سے اندھیرا نکل رہا ہے اور روشنی داخل ہو رہی ہے۔ پھر اس کے بعد درود و سلام کی برکت سے مجھے سنیت کی نعمت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ آج وہ درود و سلام کی برکت سے نہ صرف یہ کہ سنی بلکہ ایک مکمل اور مستند عالم دین بھی بن چکے ہیں۔

13۔ گستاخوں کی نشانیاں:

سرکار دو عالم ﷺ نے اپنی احادیث میں گستاخوں کی علامات بھی بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گستاخ:

☆ نماز میں ایسی پڑھیں گے کہ لوگ ان کے سامنے اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے۔
☆ روزے اس طرح رکھیں گے کہ دوسرے لوگ اپنے روزوں کو ان کے مقابلہ میں بیچ سمجھیں گے۔
☆ قرآن کی ایسی قرات کریں گے کہ لوگ عیش و عشرت انہیں گے مگر وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔
☆ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوں گی۔
☆ رخسار ابھرے ہوئے ہوں گے۔
☆ پیشانیوں اٹھی ہوئی ہوں گی۔
☆ داڑھیاں گھنی ہوں گی۔
☆ سر منڈے ہوئے ہوں گے۔
☆ شلواریں اونچی ہوں گی۔
☆ لوگوں کے لیے سادہ لباس پہن کر آئیں گے (مگر گھر کا ماحول دنیا داری سے لہجہ اہوا ہوگا)۔
☆ زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی اور دل بھیڑیوں سے بدتر ہوں گے۔
☆ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور کفار کو چھوڑ دیں گے

☆ پیشانیوں و انداموں کی۔ ☆ دین میں پختہ نظر آئیں گے۔ ☆ ان کی فکر عرب کے علاقہ ”نجد“ کی پیداوار ہوگی، جس کے لیے بار بار کی درخواست کے باوجود حضور ﷺ نے دعا فرمانے سے قطعاً انکار کر دیا اور فرمایا کہ وہاں سے وڑے، فتنے اور شیطان کی جماعت نمودار ہوگی۔ ☆ ان کا شریکوں میں سے نوحوں کے برابر ہوگا۔ ☆ عجیب تہذیب سے عبادت کریں گے۔ ☆ مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگائیں گے۔ ☆ (بظاہر) بدعات سے بیزاری کا اعلان کریں گے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے! حدیث کی کتاب ”المعراج السوی“ صفحہ نمبر: 141 تا 191 از پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری۔

مذکورہ تمام شائیوں کو پڑھ اور سمجھ لینے کے بعد بھلا کون سا عقل مند ہوگا جو سنی وغیرہ میں فرق نہیں سمجھ سکے گا، حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکے گا اور سچ جھوٹ کو پرکھ نہیں سکے گا۔ ہماری طرف سے آپ کو دعوت عام ہے کہ ذرا گھر سے باہر نکل کر معاشرہ میں نظر دوڑائیے اور اندازہ کیجیے کہ مذکورہ علامات کن لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور پھر سچے جھوٹے کا مسلہ کیجیے۔

14۔ ایمان کی پہچان محبت رسول:

یاد رکھیے! کہ ایمان کی پہچان اعمال سے نہیں بلکہ محبت رسول ﷺ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: **الایمان من احبکم حتی اکون احب الیہ** (صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۱۰۸) **و اللہ و اللہ اس اجمعین**۔ (صحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۱۰۸) اس حدیث پاک کو امام بخاری نے کتاب ایمان میں باب حب الرسول من الایمان کے تحت درج کیا ہے۔

یعنی ایمان کا اولین تقاضا ”ہر چیز سے بڑھ کر محبت رسول“ ہے نہ کہ مال۔ کیونکہ قرآن حکیم کے مطابق عمل تو برباد بھی ہو جاتے ہیں (ان تحبط اعمالکم و انت لا تعلمون) لیکن محبت رسول کبھی برباد نہیں ہوتی۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ ایمان کے بعد محبت رسول سب سے بڑھ کر ہونا چاہیے تو وہ صرف ایک دلیل پیش کرے۔ جبکہ دوسری طرف اعمال کی کمی کے باوجود بڑھ کر محبت رسول کی وجہ سے آدمی کی بخشش ہو جانے پر بہت سی احادیث بطور ثبوت موجود ہیں۔ ہر معلوم ہوا کہ اسلام کے توپانچ رکن ہیں (جن کا تعلق عمل سے ہے)۔ جبکہ ایمان کا صرف ایک رکن ہے یعنی ”ہر چیز سے بڑھ کر محبت رسول“ (جس کا تعلق عقیدہ سے ہے)۔

فکر و رضا..... فکر و رسا

کنز الایمان اور تفہیم القرآن کا تقابلی جائزہ

علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی

قرآن مجید واحد کتاب ہے جس کی تلاوت باعث اجر و ثواب اور اس پر عمل رفعت و سرفرازی کا اہم ذریعہ ہے یہ کتاب جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا کا اہم ذریعہ بھی ہے۔ اور طہارت و تزکیہ کے حصول کی ضمانت بھی۔ الہامی کتب کی یہ آخری سوغات کتاب ہدایت ہے اور تقدیس خداوندی ناموس رسالت اور احترام مسلم کی حفاظت کا سامان بھی۔ قرآن مجید کا نزول اس زبان میں ہوا جو اس کے پہلے مخاطبین اور ان کے رسول معظم علیہ السلام کی زبان فیض تر جمان ہے یعنی عربی۔

اور یہی بات رحمت خداوندی کا تقاضا اور حکمت الہیہ کا مطلوب رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے (رسل عظام) اسی زبان کے ساتھ تشریف لائے، جو ان کی قوم اور اس ماحول میں بننے والی قوم کی زبان تھی جہاں ان کو معبود کیا گیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

وما امرسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم (سوره ابراهيم آيت ۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا کہ وہ انہیں صاف بتائے۔

لیکن رسول اکرم ﷺ نہ صرف خاتم النبیین بن کر اور ختم نبوت کے تاج سے سرفراز ہو کر تشریف لائے بلکہ عالمگیر اور دائمی پیغام رسالت آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ آپ کی نبوت و رسالت کے دامن رحمت سے وابستہ لوگ قوم نہیں، اقوام ہیں، لغت واحدہ نہیں لغات متعدده کے حامل ہیں اس لئے جہاں یہ امت ضروری ہے کہ قرآن مجید، تلاوت و قرأت اور اثر آفرینی کے اعتبار سے اپنی اصل زبان (عربی) میں قائم و ثابت رہے اور ہر قسم کے دست برد سے محفوظ رہے اور اس عظیم مقصد کے لئے اس کو تحفظ کے حصار میں لیا جائے اور یوں اعلان کر دیا جائے:

اَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا ۙ نَاكِرٌ وَاَنَا لَهُ لِحَفْظُونَ۔ (سورہ حجر آیت ۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

وہاں منشاء الہی یہ یحیٰ ہے کہ اس کے افادہ و استفادہ کو عام کرنے کے لئے اس کو دوسری زبانوں میں منتقل کیا جائے تاکہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب اور عرب و عجم کے لوگ اس کی ہدایت

کو حرز جان بنا کر ”ہمدی للناس“ کے اعلان خداوندی پر مہر تقدیق بھی ثبت کر دیں اور کائنات انسانیت و مملکت و گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے کے بجائے شاہراے ہدایت پر جادہ پیمان بھی ہو جائے۔ اسی عظیم مقصد کے حصول کے لئے دیگر زبانوں کی طرح اردو میں بھی قرآن مجید کے تراجم لکھے گئے اور برصغیر کے لوگوں کے لئے قرآن مجید کی راہ آسان کر دی گئی۔

کسی مضمون کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے جہاں لغت کا خیال رکھنا پڑتا ہے وہاں یہ بات پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے کہ ہر زبان کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں ایک لفظ عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے تغیرات مختلف ہوتے ہیں۔ جب ہم اس کو اردو زبان میں منتقل کرتے ہیں تو اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہوتا ہے کہ یہاں کوئی تعبیر مناسب ہے اور ایسی تعبیر سے بچنا لازم ہو جاتا ہے جس سے تقدیس خداوندی یا ناموس رسالت ﷺ پر حرف آئے یا منشاء خداوندی کی نفی ہوتی ہو۔

مثلاً لفظ ”مکرو“ عربی زبان میں معیوب نہیں کیونکہ اس کا معنی خفیہ تدبیر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ لفظ منافقین اسلام کفار کے لئے ذکر فرمایا وہاں اپنی ذات کے لئے بھی ذکر فرمایا ارشاد خداوندی ہے: **وَمَكْرًا وَمَكْرًا أَلِيمًا**۔ (سورہ آل عمران: آیت ۵۴)

لیکن اردو زبان میں لفظ ”مکرو“ فریب اور دھوکہ دہی کے لئے استعمال ہوتا ہے کہا جاتا ہے فلاں شخص بڑا مکار ہے گویا اردو زبان میں یہ لفظ کفار کے لئے تو استعمال کیا جاسکتا ہے منافقین پر تو چسپاں ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی ذات والا شان کے لئے اس کا استعمال ممنوع ہے۔ اس لئے یہاں خفیہ تدبیر والا ترجمہ کرنا ہی مناسب اور ادب کے تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

لفظ ”ضلال“ کا ایک معنی ”گمراہ“ ہے تو اس کے ساتھ ساتھ دیگر کئی معانی بھی ہیں اگر یہ لفظ گمراہ لوگوں کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے گمراہی مراد لینا اور اردو ترجمہ میں لفظ گمراہ کا استعمال درست ہوگا لیکن جب یہی لفظ اللہ کے رسول ﷺ کے لئے استعمال ہوا تو یہاں اس معنی کو ترک کرنا فرض ہو گیا ورنہ معاذ اللہ ہادی دو جہاں ﷺ کی توہین کا ارتکاب ہی نہیں خلاف وضع بات لازم آئے گی کہ جس ذات کو ہادی بنا کر بھیجا گیا اس ذات کے لئے اس کے برعکس معنی کا استعمال کر کے مقصد نبوت و رسالت کی نفی کا جرم عظیم بھی لازم آئے گا۔

برصغیر میں مختلف مکاتب فکر کے زعماء اور قائدین نے قرآن مجید کو اردو قالب میں ڈھالنے کی کوشش کی اور بزم خویش امت کی راہنمائی کا قصد و ارادہ کیا لیکن یہ بات افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ ان لوگوں کے تراجم میں بعض مقامات مفید ہونے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہوئے اور جن ذوات کی عزت و احترام کو دین پر عمل کی بنیاد قرار دیا گیا تھا اور ”وتعزز بہ وہ و توفروہ“ (سورہ فتح آیت ۹) ”اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو“ ایسے اہم اعلان کے ذریعے ملت اسلامیہ کو ناموس رسالت اور یہودیوں کی اعتقادی بداعتدالیوں کی طرف ”وما قدسہم واللہ حق قدسہ“ (سورہ انعام راہ ۹) ”اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی“ کے ذریعے اشارہ کر کے امت مسلمہ کو تقدیس خداوندی اور ناموس رسالت کے تحفظ کے نورانی پرچم کو تھامنے کی طرف متوجہ کیا گیا تھا ان تراجم نے امت مسلمہ کو اس سے محرومی کی راہ دکھائی جب کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فقیہ اسلام مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فکر رسا کے نتیجے میں ”کنز الایمان“ کے نام سے ایک ایسا ترجمہ قرآن منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا جو ان تمام خوبیوں کا حامل ہے جن کا کسی ترجمہ قرآن میں ہونا ضروری ہے اور ان تمام خرابیوں سے مبرا ہے جو دیگر تراجم میں نظر آتی ہیں۔ برصغیر کے تراجم قرآن اور کنز الایمان کے درمیان تقابلی جائزہ متعدد بار علماء کرام نے پیش کیا اور دلائل کی روشنی میں کنز الایمان کی عظمت اور افاضیت کو ثابت کیا ہے۔

مولانا مودودی ایک خاص فکر کے حامل لوگوں کی امارت و قیادت کے منصب پر فائز ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا تعارف دیگر ممالک میں بھی ہے انہوں نے تفہیم القرآن کے نام سے قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر لکھی لیکن افسوس! کہ انہوں نے بھی بعض مقامات پر ٹھوکر کھائی اور تقدیس خداوندی اور ناموس رسالت کے تقاضوں کو نظر انداز کر گئے۔

ہم نے اسی سلسلے میں چند آیات کا انتخاب کیا ہے جن کے حوالے سے کنز الایمان اور تفہیم القرآن کا تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے یقیناً اسے پڑھنے کے بعد کوئی بھی منصف مزاج شخص اس اقرار سے فرار کی راہ اختیار نہیں کر سکتا ہے کہ اس سلسلے میں فکر رضائی فکر رسا ہے۔

سورہ بقرہ کی آیات ۱۵ میں ارشاد خداوندی ہے:

”اللہ یستہزیء بہم“ اس کا ترجمہ مولانا مودودی نے یوں کیا ہے۔

”اللہ ان سے مذاق کرتا ہے۔“

جب کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”اللہ ان سے استہزاء فرماتا ہے (جیسا اس کی شان کے لائق ہے)“

یقیناً استہزاء کسی کو ہلکا سمجھنا ہے، مذاق کے اندر بھی دوسرے کی تحقیر ہوتی ہے لیکن یہاں استہزاء کی اسناد اللہ تعالیٰ کی طرف ہو رہی ہے اس لئے ادب کا تقاضا یہی تھا کہ اس کا معنی مذاق نہ کیا جائے یہی لفظ اس سے پہلے آیت نمبر ۱۳ میں کفار کے قول کے طور پر مذکور ہے کہ وہ اپنے شیطانوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں۔

”لنمنا نحن مستہزؤن“ یہاں اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں ترجمہ فرمایا:

”ہم تو یوں ہی ہنسی کرتے تھے۔“

یہ وہ خوبی ہے جو کثر الایمان کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آتی کیونکہ کفار یا کسی عام آدمی کا ہنسی مذاق کرنا ان کی شان کے خلاف نہیں لہذا اسی لفظ کا یہ ترجمہ فرمایا لیکن چونکہ ہنسی مذاق کا عمل اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں ہے لہذا آپ نے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ ترجمہ نہیں فرمایا۔ اس لئے امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تفصیلی بحث کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے استہزاء کا بدلہ دیتا ہے۔ سورۃ النمل میں ارشاد خداوندی ہے:

وَمَكْرُودًا مَّكْرًا وَمَكْرُودًا مَّكْرًا (سورۃ النمل ۵۰)

یہاں مودودی صاحب ترجمہ کرتے ہیں:

”یہ چال تو وہ چلے پھر ایک چال ہم نے چلی۔“

لفظ چال کا اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ذوق سلیم پر کتنا بھاری اور ادب کی دنیا سے کس قدر بیگانہ ہے۔ حالانکہ خود مودودی صاحب سورہ آل عمران میں اس کا ترجمہ خفیہ تدبیر سے کرتے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہاں آکر وہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اس کا مناسب ترجمہ خفیہ تدبیر ہی ہے یقیناً کچھ اعتقادی کمزوری ہے جس نے لسان یا ذہول کی کیفیت پیدا کر دی۔

اس موقع پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ترجمہ فرماتے ہیں:

”اور انہوں نے اپنا سا مکر کیا اور ہم نے اپنی خفیہ تدبیر فرمائی۔“

کتنا بڑھکتا انداز ہے کفار کے لئے ان کے مناسب اور ذات پاری کے لئے اس کے شایان شان ترجمہ فرمایا: جبکہ مودودی صاحب نے سورہ آل عمران میں خفیہ تدبیر والا معنی کیا لیکن

کفار کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کیا اور اللہ تعالیٰ کے لئے بھی۔ (دیکھئے تفہیم القرآن سورہ آل عمران آیت نمبر ۵۳)

لاحقاً مل میں اللہ تعالیٰ اوسے کفار دونوں کے لئے لفظ چال کا استعمال اور سورہ آل عمران میں دونوں کے لئے خفیہ تدبیر والا ترجمہ کر کے امتیاز کی راہ اختیار کرنے سے بھی گریز کیا۔

سورہ اعراف کی آیت ۹۱ میں ارشاد خداوندی ہے:

لَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ فَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ

یہاں بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے لئے خفیہ تدبیر کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں اب کہ مودودی صاحب نے اللہ تعالیٰ کے لئے ”چال“ کا لفظ استعمال کیا جبکہ ”چال باز“ لفظ کا استعمال ایک دین دار مسلمان کے لئے بھی جائز نہیں تو اللہ تعالیٰ کی شان کے لئے کیسے مناسب ہو سکتا ہے؟ سورہ اعراف آیت ۸۸ میں ارشاد خداوندی ہے:

قَالَ الْمَلَأُ الْيَقِينِ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَشْعِبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ

قَرْيَتِهِ أَوْ لَنُعَذِّبَنَّكَ فِي مَلَّتِكَ

یہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ اس طرح ہے:

”اس کی قوم کے شکستہ سردار بولے، اے شعیب! قسم ہے کہ ہم تمہیں اور تمہارے ساتھ والے مسلمانوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم ہمارے دین میں آ جاؤ۔“

مودودی صاحب یہاں ترجمہ یوں کرتے ہیں:

”اے شعیب! تم تجھے اور ان لوگوں کو جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے نکال دیں گے ورنہ تم لوگوں کو ہمارے دین میں واپس آنا ہوگا۔“

غور کیجئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی جانتے تھے کہ ”لنعودن“ کا معنی بظاہر واپس آنا

یا لوٹنا ہے لیکن آپ کی ایمان افروز بصیرت نے آپ کو ”واپس آنے“ والے ترجمہ سے روکا کیونکہ

واپسی وہاں ہوتی ہے جہاں سے آدمی جاتا ہے تو معاذ اللہ حضرت شعیب علیہ السلام پہلے ان لوگوں

کے دین پر تھے نہ کفر تھا۔ اور اب ان کو واپس بلایا جا رہا ہے اس لئے آپ نے ”واپس آنا ہوگا“ کی

بجائے یوں ترجمہ فرمایا ”تم ہمارے دین میں آ جاؤ۔“

جب کہ مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ در نہ تم لوگوں کو ہمارے دین میں واپس آنا ہوگا۔ مفسرین کرام نے یہاں تفصیلی گفتگو کی ہے جس سے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے ترجمہ کنز الایمان کی تقدیق و تائید ہوتی ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ ”عاد یعود“ ”صامر یصیر“ کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی لوٹنے کی بجائے معنی ”آنا“ مراد ہوتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کا مشہور واقعہ یعنی جنت کے درخت سے کھانے کے حوالے سے ارشاد خداوندی ہے: ”وعصی آدم ربہ فغوی“ (سورہ طہ آیت ۱۲۱)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مقام نبوت کے آداب اور ناموس نبی کی حفاظت کو سامنے رکھتے ہوئے اس آیت کا یوں ترجمہ فرمایا:

”اور آدم (علیہ السلام) سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو مطلب چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی۔“

اس مطلب کے حوالے سے صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد فیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں: ”اور اس درخت کے کھانے سے دائمی حیات نہ ملی پھر حضرت آدم علیہ السلام توبہ و استغفار میں مشغول ہوئے اور بارگاہ الہی میں سید عالم ﷺ کے وسیلے سے دعا کی۔“ (تفسیری حاشیہ خزائن العرفان)

مودودی صاحب نے یوں ترجمہ کیا۔

”آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور راہ راست سے بھٹک گئے۔“

”آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی“ تاجدار بریلی کا یہ ترجمہ کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان اور ناموس رسالت کے تحفظ کا آئینہ دار ہے۔ جبکہ مودودی صاحب حضرت آدم علیہ السلام کو نافرمان قرار دے رہے ہیں اور راہ راست سے بھٹکا ہوا قرار دے رہے ہیں۔ یہ ترجمہ عظمت نبوت کے سراسر خلاف اور ادب و احترام کی دنیا سے بیگانگی کا ثبوت ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں وہ لکھتے ہیں:

”بس ایک فوری جذبے نے جو شیطانی تحریر کے زیر ابھرا تھا ان پر ذہول طاری کر دیا اور ضبط نفس کی گرفت ڈھیلی ہوتے ہی وہ طاعت کے مقام بلند سے معصیت کی پستی میں جا گرے۔“ (بقیہ صفحہ نمبر ۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

نماز پنجگانہ کی تعداد رکعات کا

احادیث سے ثبوت..... (آخری قسط)

از قلم: مولانا محمد کاشف اقبال مدنی رضوی

نماز عشاء کی سنتیں اور نوافل

نماز عشاء کے فرضوں سے قبل چار رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں اور فرضوں کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت نفل ہیں۔

فی سنن سعید بن منصور من حدیث براء مرفوعہ من صلی قبل العشاء اربعاً کان کأنما أتمجد من اللیل ومن صلاہن بعد العشاء کمثلہن من لیلة القدیم ترجمہ: حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے عشاء کے فرضوں سے پہلے چار سنتیں پڑھیں گویا کہ رات کی تہجد تھی جس نے عشاء کے بعد (چار رکعت) پڑھیں تو یہ لیلة القدیم کی مثل ہے۔

(الدرابی فی تخریج احادیث الہدیہ ۱۵۱)

عن عائشة رضی اللہ عنہا انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یصلی قبل العشاء اربعاً ثم یصلی بعدھا اربعاً۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ عشاء کے فرضوں سے قبل چار رکعتیں سنتوں کی پڑھتے تھے اور فرضوں کے بعد چار رکعتیں (دوست، نفل) پڑھتے تھے۔

(مترقی الفلاح مع تلخیص ص: ۳۹۰)

عن سعید بن جبیر کانوا یستحبون اربع رکعات قبل العشاء الاخرة

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام عشاء کی نماز سے پہلے چار رکعت (سنت) پڑھنے کو مستحب (سنت غیر مؤکدہ) جانتے تھے۔

(مترقی المجلد ص: ۵۸)

عن عائشة (مرفوعاً) ویصلی بالناس العشاء فیدخل بیتہ فیصلی من رکعتین۔

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے پھر میرے گھر میں تشریف لاکر دو رکعت ادا فرماتے تھے۔

(صحیح مسلم ۲۵۲۱..... جامع ترمذی ۹۸۱)

عن عائشة ماصلى النبي ﷺ العشاء قط فدخل على الاصلى اربع ركعات اوست من ركعات

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب بھی عشاء کی نماز پڑھی، اور میرے پاس تشریف لائے تو ضرور چار رکعت یا چھ رکعت ادا فرمائی۔ (سنن ابوداؤد ۱۸۵/۱)

وترکی تین رکعت

عن ابن عباس كان النبي صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث يقرأ في الاول سبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية بقل يا ايها الكفرون وفي الثالثة بقل هو الله احد۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ دوسری میں سورۃ کافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے۔ (سنن نسائی ۱۹۱/۱..... سنن ابن ماجہ ۸۳..... جامع ترمذی ۱۰۶۱)

عن ابي بن كعب ان رسول الله ﷺ كان يوتر بثلاث ركعات كان يقرأ في الاول بسبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية بقل يا ايها الكفرون وفي الثالثة بقل هو الله احد ويقنت قبل الركوع۔

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ وتر تین رکعت پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سج اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ کافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ اخلاص پڑھتے تھے اور دعائے قنوت رکوع سے قبل پڑھتے تھے۔ (سنن نسائی ۱۹۱/۱..... سنن کبریٰ للبخاری ۳۳۸/۱..... مسند امام احمد ۱۲۳)

عن عائشة قالت كان رسول الله ﷺ لا يسلم في الركعتين الاولييين من الوتر ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر کی پہلی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے (بلکہ تیسری رکعت میں

سلام پھیرتے تھے) (المسند رک المصنف ۳۱۳/۱..... سنن کبریٰ للبخاری ۳۱۳/۱..... مسند ابن ابی شیبہ ۱۹۵/۲)

نماز عشاء میں وتر کے بعد دو نفل

وتر کے بعد دو نفل خود رسول کائنات ﷺ نے ادا فرمائے ہیں۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مرفوع مروی ہے۔ (بخاری شریف ۱۵۵۱..... ابن ماجہ ۸۴) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مرفوع مروی ہے۔ (سنن دارمی ۲۳۵/۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مرفوع مروی ہے۔ (طحاوی شریف ۲۳۶/۱)

نماز ظہر، مغرب، عشاء کے بعد دو نوافل کا ثبوت

عن علي قل كان رسول الله ﷺ يصلي على كل صلاة من ركعتين الا الفجر والعصر۔ ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد دو رکعت (نفل) پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کے۔

(سنن ابوداؤد ۱۸۱/۱..... مصنف عبدالرزاق ۶۷۳)

نماز جمعہ کی رکعات

نماز جمعہ کی چودہ رکعات ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

۲۔ فرض چار رکعت سنت قبل فرض اور چار رکعت بعد فرض جمعہ ۲ رکعت سنت۔ دو نفل

نماز جمعہ کے فرضوں کی رکعات

قال عمر صلوة الجمعة من كعتان وصلوة الفطر من كعتان وصلوة الاضحى من كعتان وصلوة السفر من كعتان تمام غير قصر على لسان محمد ﷺ۔

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی نماز دو رکعت ہیں نماز عید الفطر دو رکعت ہیں نماز عید الاضحیٰ دو رکعت ہیں سفر کی نماز دو رکعت ہیں یہ نماز پوری ہے اس میں کی نہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک پر۔

(سنن نسائی ۱۵۹/۱..... سنن ابن ماجہ ۷۶..... شرح معانی ۴۸۷/۱)

عن ابن عباس ان النبي كان يقرأ في الجمعة سورة الجمعة واذا جاءك المنفقون۔ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ (کی پہلی

رکعت میں) سورۃ الجمعۃ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۵۰۷)

عن محمد بن عجلان قال صلیت خلف عمر بن عبد العزیز ولی بکر بن عمرو الجمعة
قرا فی الركعة الاولى بسورة الجمعة وفي الركعة الثانية بسبح اسمك الاعلى۔

ترجمہ: محمد بن عجلان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز اور ابوبکر بن
عمرو کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھی پس آپ نے پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری
رکعت میں سورۃ الاعلیٰ پڑھی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۵۱۲)

نماز جمعہ کی سنتیں

نماز جمعہ کے فرضوں سے قبل چار رکعت سنتیں اور بعد میں چار رکعت سنتیں پھر دو رکعت سنتیں
اور دونوں اقل، یاد رہے کہ یہ سنتیں سب مؤکدہ ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ من کان مصلیاً ذیومہ الجمعة فلیصل
قبلہا اربعاً وبعدها اربعاً۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا
کہ جمعہ کے دن جو نماز پڑھے وہ چار رکعت جمعہ سے پہلے پڑھے اور چار رکعت جمعہ
کے بعد۔ (کنز العمال مطبعت بیروت ۷/۴۹۷)

عن علی قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی قبل الجمعة اربعاً وبعدها اربعاً
یجعل التسليم فی آخرهن رکعة۔

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعت جمعہ
سے پہلے پڑھتے تھے اور چار رکعت جمعہ کے فرضوں کے بعد، اور سلام آخری رکعت
میں پھیرتے تھے۔ (رداء المہتمم فی الحجۃ الاسلامیۃ ۲/۲۱۵)

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ ﷺ یؤکع قبل الجمعة اربعاً وبعدها
اربعاً لا یفصل بینہن۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعت
جمعہ سے پہلے اور چار رکعت جمعہ کے بعد پڑھتے تھے ان رکعتوں میں (سلام پھیر کر

درمیان میں) فصل نہیں کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد ۱۹۵/۲..... جمع الفوائد ۲۶۸/۱)

عن قتادة بن ابن مسعود كان يصلی قبل الجمعة اربع مرکعات وبعدها اربع مرکعات۔
ترجمہ: حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمعہ کے
فرضوں سے پہلے چار رکعت اور فرضوں کے بعد بھی چار رکعت پڑھتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق ۳/۲۳۷)

جمعہ کے چار فرضوں کے بعد چار رکعت پھر دو رکعت کل چھ رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔

عن ابی عبد الرحمن قال کان عبد اللہ بن مسعود یعلمنا ان نصلی اربع
مرکعات بعد الجمعة حتی سمعنا قول علی صلوا ستاً۔

ترجمہ: ابو عبد الرحمن سلمیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں تعلیم دیتے
تھے کہ ہم جمعہ کے بعد چار رکعت پڑھا کریں حتیٰ کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کا قول سنا کہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں (سنتیں) پڑھو۔

(المجموع للکمال ۳۱۷/۹..... مصنف ابن ابی شیبہ ۴۷۲)

عن ابی عبد الرحمن عن علی انه قال من کان مصلیاً بعد الجمعة فلیصل ستاً
ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو جمعہ کے فرضوں کے بعد نماز پڑھے تو وہ
چھ رکعتیں (سنتیں) پڑھے۔ (شرح معانی الآثار ۲۳۳/۲..... ترمذی ۱۱/۷۷)

حضرت علی المرتضیٰ جمعہ کے فرضوں کے بعد چھ رکعتیں (سنتیں) پڑھتے تھے۔

(المجموع للرحماني ۵۱۰/۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر بھی جمعہ کے فرضوں کے بعد چھ رکعتیں (سنتیں) پڑھتے تھے۔

(المواہب ۳۲۱..... ترمذی ۱۱/۷۷)

حضرت ابو موسیٰ اشعری بھی جمعہ کے فرضوں کے بعد چھ رکعتیں (سنتیں) پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۴۷۲)

جمعہ کے بعد نوافل

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد دو رکعت

(نفل) پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کے۔ (مصنف عبد الرزاق ۲/۲۷۳..... سنن ابوداؤد ۱۸۱/۱)

مذکورہ دلائل کثیرہ سے ثابت ہو گیا کہ نماز پنجگانہ کی رکعات احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔

بہاول پور کو سوات بنانے کی تیاریاں

تحریر: حافظ محمد معراج، بہاول پور

عالمی استعماری طاقتوں کی منصوبہ بندی اور مدد کے ساتھ پاکستان میں دہشت گردی اور شدت پسندی زوروں پر ہے۔ اس دہشت گردی میں عالمی طاقتوں کے اتحادی، پاکستان کے ایسے مذہبی عناصر ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کے وقت پوری کوشش کی کہ یہ خطہ پاک علیحدہ مملکت نہ بن سکے۔ اپنے ناپاک عزائم میں ناکامی پر وہ اس کو ختم کرنے اور اکھنڈ بھارت کے اپنے دیرینہ خواب کی تعبیر کے لئے امریکی ہاتھوں میں کھیل رہے ہیں۔ امریکہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں پر قبضہ کرنے کے لئے پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کر کے اس کے حصے بچنے کرنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایک مخصوص دینی مکتبہ فکر کے حامل لوگ اس کے اتحادی ہیں، جن کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ پاکستان پر قبضہ کرنے اور تمہاری مذہبی سوچ مسلط کرنے کے لئے تمہاری مدد کی جائے گی۔

اس کام کی ابتداء خیبر ایجنسی سے کی گئی، جہاں مفتی منیر شاہر کا فتنہ پیدا کیا گیا اور مختلف ایجنسیوں کی مدد کے ساتھ اس کو پروان چڑھایا گیا۔ جس کے نتیجے میں اس علاقے سے اہل سنت کا جبری انخلاء کر دیا گیا اور منیر شاہر کے نائب منگل باغ اور اس کے لشکر اسلام کو وہاں مسلط کر دیا گیا۔ تمام اہل علاقہ کو مشرک قرار دے کر دوبارہ مسلمان بنانے کی تحریک شروع کی گئی۔ اسی مہم میں مولانا نور الحق قادری کے بھائیوں اور دیگر اہل خانہ کو بے دردی سے قتل کیا گیا۔ اس دوران حکومتی ادارے خاموش تماشائی بن کر مظلوموں کی قتل و غارتگری دیکھتے رہے۔

خیبر ایجنسی کے تجربے کے بعد 2004ء میں مولانا فضل اللہ کو وادی سوات میں اسی طرح کا کام کرنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی۔ تین سال تک وہ ”مولانا ریڈیو“ کے نام سے اپنا غیر قانونی F.M ریڈیو اسٹیشن چلاتا رہا۔ امام ڈھیری میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا، عسکری تربیت کے لئے مختلف علاقوں سے لوگ بھرتی کئے اور ان کو بھاری تنخواہیں ادا کیں۔ کسی حکومتی ادارے نے یہ نہ پوچھا کہ یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے؟ سرکاری پولیس کے سپاہی کے مقابلے میں رگروٹوں کو تین گنا تنخواہیں

کہاں سے ادا کی جا رہی ہیں؟ عسکری طور پر مضبوط ہونے کے بعد اس نے علاقے کے معاشی لحاظ سے مضبوط لوگوں پر ہاتھ ڈالنا شروع کیا اور سوات کے چالیس بڑے زمینداروں، جن میں سابق سینیٹر اور سیاستدان بھی شامل تھے، کی زمینوں پر قبضہ کر لیا اور ان کو نقل مکانی پر مجبور کر دیا۔ اگلے مرحلے میں لڑکیوں کے سکولوں کو نشانہ بنانا شروع کر دیا اور غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر عوام الناس پر اپنا ایجنڈہ مسلط کرنا شروع کر دیا۔ اغوا، قتل، لوٹ مار سے مال جمع کرنے کے بعد حکومتی رٹ کو چیلنج کیا۔ سرکاری اہل کاروں کو نشانہ بنایا اور رسول انتظامیہ کو مکمل طور پر ناکام بنادیا۔ نیم دل سے شروع کی گئی فوجی کارروائی بھی ناکام ہوئی اور سوات میں ہر طرف لاقانونیت کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اس دوران خاص طور پر اہل سنت کو نشانہ بنایا گیا، ان کے بزرگوں کی لاشوں کا قبروں سے نکال کر مختلف جگہوں پر لٹکایا گیا، متعدد مزارات شہید کر دیئے گئے، جماعت اہل سنت کی مقامی قیادت کو چن چن کر قتل کر دیا گیا، ان کی مساجد اور مدارس پر زبردستی قبضہ کر لیا گیا اسی لاقانونیت کے دور میں مولوی فضل اللہ کے سرسوفی محمد کو نجات دہندہ بنانے کے لئے پورے سوات میں پھرنے کی کھلی چھٹی دے دی گئی اور کہا گیا کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں حالانکہ ایک سال پہلے ہونے والے انتخابات میں سوات کے لوگوں نے اسی مکتبہ فکر کے لوگوں کی ضمانتیں ضبط کر کر ANP اور PPP کو اس علاقے سے مکمل طور پر کامیاب کرایا تھا۔ شدت پسندوں اور دہشت گردوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر حکومت نے ”نظام عدل ریگولیشن“ کے تحت سوات کو ایک مخصوص مکتبہ فکر کی سوچ کے حامل لوگوں کے حوالے کر دیا۔ اس سے شہرہ پا کراسی مکتبہ فکر کے لوگوں نے دیر، بونیر، مالاکنڈ میں بھی اسی طرح کی کاروائیاں شروع کر دی ہیں۔ بونیر میں حضرت پیر بابا کے دربار پر قبضہ کر لیا۔ واضح رہے کہ پیر بابا کے مزار کو صوبہ سرحد میں وہی حیثیت حاصل ہے جو پنجاب میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کو حاصل ہے۔ اسی طرح پشاور میں رحمان بابا کے مزار کو بھی ہوں سے اڑا دیا گیا۔

نظر یہ پاکستان کے مخالف یہ لوگ اپنی کاروائیوں کا دائرہ پورے ملک میں وسیع کر رہے ہیں اور خاص طور پر بہاول پور ڈویژن ان کا مرکز بننا جا رہا ہے جہاں ایک تنظیم اپنی عسکری قوت کے بل

ہوتے پر بہاولپور پر قبضہ کرنے کے درپے ہے۔ اسی خدشہ کا اظہار برطانوی سریشید احمد نے بھی ایک ٹی وی چینل پر انٹرویو دیتے ہوئے کیا ہے۔ اس تنظیم نے اپنی کاروائیوں کا آغاز اہل سنت کی مساجد و مدارس اور مزارات پر قبضہ کی صورت میں کر دیا ہے اور اس قبضے کو قانونی شکل دینے کے لئے بہاولپور میں ایک نیا ”صوفی محمد“ پیدا کر دیا ہے جو اس طرح کی کاروائی میں موقع پر پہنچ کر انتظامیہ کے تعاون سے ان کی دہشت گرد کاروائیوں کو مستقل قبضے کی صورت میں پکا کر دیتا ہے۔

ہم اہل سنت لوگ پر امن اور نظریہ پاکستان کے محافظ ہیں، ہمارا فلسفہ یہ ہے کہ نہ اپنا مسلک چھوڑو، نہ کسی دوسرے کا مسلک چھیڑو۔ اسی لئے عسکریت پسندی ہمارا شیوہ نہیں۔ ہمارا مسلک اس ملک کے سواد اعظم کا مسلک ہے۔ اس لئے ہم نام نہاد جہادی گروہوں سے دور رہے ہیں اور عسکریت پسندی، دہشت گردی اور انتہا پسندی کی ساری شکلوں کی مذمت کرتے ہیں لیکن ہمیں دیوار سے لگایا جا رہا ہے۔ ایک کالعدم تنظیم نے پورے علاقے کو دہشت زدہ کر رکھا ہے اس نے ہیڈ کوارٹر کے سامنے کاروبار کرنے والے لوگوں کی زندگی اجہن کر رکھی ہے۔ جہاں کہیں قبضہ لینا چھڑانا ہوا ان کے کرائے کے بد معاش ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ انتظامیہ ان کے ہاتھوں بے بس ہے کیونکہ انہوں نے انتظامیہ کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے کہ ”ہم ایکجینیوں کے آدمی ہیں“ اور ہر کاروائی سے پہلے آگاہ کرتے کہ اس کے لئے ہم نے حساس اداروں سے مشاورت کر لی ہے۔ دوسرے پولیس اور دیگر ادارے ان کے شر سے بچنے یا ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ان پر ہاتھ ڈالنے سے گریزاں ہیں۔ انتظامیہ کے اس رویہ کی وجہ سے ان کی کاروائیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ بہاولپور کی عوام کو شدت پسندی اور دہشت گردی سے بچانا ہر شہری پر لازم ہے تاکہ یہاں کے لوگ امن و سکون سے زندگی گزار سکیں۔ انتظامیہ اس سلسلے میں اپنا قومی دلی فریضہ بھر پور طریقے سے ادا کرے اور ابھی سے اس ریلے کے سامنے بند باندھے تاکہ بہاولپور کو مستقبل کا سوات بنانے کی تیاریاں دھری کی دھری رہ جائیں اور اس خطے میں امن و امان ہمیشہ کی طرح برقرار رہے۔

☆☆☆.....☆☆☆

اے چشمِ اشک بار..... ذرا دیکھ تو سہی!

تحریر: قاری محمد عارف ستار القادری..... محترم: جامعہ نظامیہ لاہور

کے خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

آج کل کچھ عاقبت نا اندیش لوگ اولیاء اللہ کو من دون اللہ ظاہر کر کے ان کی عظمتوں، فضیلتوں اور بلند یوں کا انکار کرنے کی گھناؤنی سازش کرتے ہیں۔ سادہ لوح، معصوم اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بتوں اور مشرکوں والی آیات بنا کر اولیاء کرام اور محبوبانِ خدا سے دور ہٹانے کی ناپاک کوششیں کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں نبیوں، ولیوں کو رحمان کے دوست اور بتوں اور مشرکوں کو شیطان کے دوست کہا گیا ہے تو گویا ایسے لوگوں کے نزدیک ”رحمان کے دوستوں“ اور ”شیطان کے دوستوں“ میں کچھ فرق نہیں ہے۔ اگر ان لوگوں کی اس کافرانہ اور منافقانہ روش کے پیش نظر یہ کہہ دیا جائے کہ جتنا فرق رحمان اور شیطان میں ہے اتنا ہی فرق اولیاء الرحمن اور اولیاء الشیطن میں ہے، تو بالکل غلط نہ ہوگا۔ کیونکہ نسبت کے فرق سے حکم بدل جاتا ہے۔ لیکن افسوس ہے ایسی عقل پر جسے رحمان اور شیطان ولی اور بت میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

جبکہ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے بدترین لوگ وہ ہیں جو کفار کے متعلق نازل ہونے والی آیات قرآنیہ کو ایمان والوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری، جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۳)

اولیاء اللہ مشکل کشا اور مددگار ہیں

کچھ بد عقیدہ لوگوں کا یہ عقیدہ باطل ہے کہ امام الاولیاء، غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو مددگار نہیں کہنا چاہیے، کسی کو مشکل کشا یا مددگار کہنا یا سمجھنا بدترین گناہ اور شرک ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غوث اعظم نہیں ہے۔

جبکہ قرآن پاک میں ارشادات ربانی اس پر شاہد و عادل ہیں کہ اولیاء کرام علیہم الرحمۃ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق خدا کی مدد فرماتے ہیں۔ اس پر چند دلائل پیش ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اتسما وليكم الله ومرسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون
الزكوة وهم بها كعون ۝ (المائدہ: ۵۵)

ترجمہ: تمہارا مددگار صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ ایمان والے ہیں جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور (اللہ کے سامنے عاجزی سے) جھکنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے بعد ان ایمان والوں کو بھی مددگار کہا گیا ہے جو نماز قائم رکھنے والے زکوٰۃ ادا کرنے والے اور بارگاہ رب العزت میں عاجزی و انکساری کے ساتھ جھکنے والے ہیں۔ یہ اولیاء کرام کی صفت ہے تو گویا قرآن پاک نے اولیاء کرام کو بھی مددگار کہا ہے۔ ظاہر ہے مددگار وہی ہوتا ہے جو مدد کر سکتا ہے اور جس سے مدد مانگی جاسکتی ہو۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين ۝ (التحریر: ۳)

ترجمہ: یعنی میں بے شک اللہ تعالیٰ اور جبریل اور نیک مومن مددگار ہیں۔

ان آیات قرآنیہ سے یہ حقیقت ظہر من الشمس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جن لوگوں سے بھلائی بہتری اور اچھائی کا ارادہ فرماتا ہے انہیں لوگوں کا مشکل کشا اور حاجت روا بنا دیتا ہے۔ بھلا انبیاء کرام و مرسلین عظام کے بعد اولیاء سے بڑھ کر اور کون ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرما سکتا ہے تو معلوم ہوا کہ بندگان خدا اور مقربان بارگاہ الہی حاجت روا اور مشکل کشا ہیں اور ان سے مدد مانگی جاسکتی ہے۔

بڑا فتنہ:

لیکن گستاخ رسول دور حاضر کا بہت بڑا فتنہ ڈاکٹر ذاکر نانیک، جس بے ادب کو ہمارے بھولے بھالے مسلمان بہت بڑا عالم مانتے ہیں، اس نے انڈیا کے ایک چینل پر خطاب کرتے ہوئے یہ گستاخی کی ہے کہ اولیاء کرام مددگار نہیں ہیں، یہ لوگ مرکز مٹی ہو گئے ہیں اور اس نے یہاں تک زبان درازی کی کہ (نعوذ باللہ) اولیاء کرام تو بہت دور کی بات ہے، محمد ﷺ کو بھی زندہ ماننا اور ان سے مدد طلب کرنا اور اب ان کا احترام کرنا بھی حرام ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

وسیلہ کی حقیقت

توحید کے نام نہاد ٹھیکیداروں نے بتوں والی آیات قرآنیہ کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرتے ہوئے استدلال باطل کیا ہے کہ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ سے کسی حرمت، طفیل اور وسیلہ سے مانگنے کو شرک اور کفر قرار دیا ہے۔ اور کہا کہ بعض مسلمان قبر والوں کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بناتے ہیں یہ تمام شرک ہے۔ کوتاہ نظر اور کج فہم لوگوں کے نزدیک وسیلہ کا مطلب نزدیک اور قرب ہے جبکہ لغت کی کسی بھی ایک کتاب میں وسیلہ کا معنی قرب اور نزدیکی نہیں، بلکہ وسیلہ کا مطلب ذریعہ اور واسطہ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ:

"يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة۔" (المائدہ: ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف (اپنی بخشش کا) وسیلہ تلاش کرو۔

اس آیت مبارکہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وسیلہ دینا جائز ہے۔ اور ان عاقبت نا اندیش لوگوں نے سادہ لوح مسلمانوں کو مسمریز کرنے کے لیے یہاں تک کہا کہ کسی نبی نے اپنی دعاؤں میں اپنے سے پہلے یا بعد میں آنے والے نبی کے وسیلہ یا واسطہ سے نہیں مانگا۔ جبکہ انبیاء کرام نے وسیلہ دے کر دعا مانگی ہے، بطور تمثیل تحریر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جو تمام انسانیت کے باپ ہیں، ان سے جب لغزش ہوئی تو انہوں نے اسم محمد ﷺ کا وسیلہ دیا تو رب ذوالجلال نے معاف فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ دینا ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

مشہد احادیث نبویہ ﷺ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اولیاء کرام کے وسیلہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ بطور تمثیل چند احادیث زیب قرطاس ہیں۔

☆ اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتي تروقوا و تفلحوا۔

(کنز العمال ج ۶ ص ۵۱۹ حدیث نمبر ۱۶۸۰۶)

ترجمہ: میری امت کے رحمت کرنے والوں سے فضل (اور کرم) مانگو تم رزق دیئے جاؤ گے اور فلاح پاؤ گے۔

☆ اطلبوا العوائج الي ذوي الرحمة من امتي تروقوا و تفلحوا۔

ترجمہ: اپنی حاجتیں میری امت کے رحمت والے افراد سے مانگو تم رزق پاؤ گے اور

تمہیں کامیابی حاصل ہوگی۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو دستگیر کہنا جائز ہے

بعض بد عقیدہ لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو دستگیر یعنی مشکل کے وقت ہاتھ تھامنے والا نہیں کہنا چاہیے، جبکہ قرآن کریم میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ (احقریم: ۴)

ترجمہ: یعنی پس بے شک اللہ تعالیٰ اور جبریل اور نیک مومن مددگار ہیں۔

اس آیت مقدسہ سے واضح اور قطعی ثبوت ملتا ہے کہ غیر اللہ مددگار اور دستگیر ہیں۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

إِذَا تَفَلَّسَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَمْرٍ فَلَا ظَلِيلًا يَأْتِيهِ عِبَادُ اللَّهِ أَحْبَسُوا فَإِنَّ اللَّهَ حَاضِرٌ فِي الْأَرْضِ سَبِيحٌ سَبَّحَهُ (طبرانی کبریٰ ۱۰ ص ۲۶۷)

ترجمہ: نبی رحمت ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی سواری جنگل میں گم ہو جائے تو وہ پکارے۔ اے اللہ کے بندو اسے روکو۔ اے اللہ کے بندو اسے روکو! تو اللہ کے بندوں میں سے اس زمین میں کوئی روکنے والا ہوگا جو اسے روک لے گا۔

حضرت علی ہجویریؒ کو "داتا" اور "گنج بخش" کہنا؟

عاقبت نا اندیش لوگوں کا کہنا ہے کہ داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ غیر اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو داتا (دینے والا) اور گنج بخش (خزانے بخشنے والا) نہیں کہنا چاہیے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ داتا کا لغوی معنی ہے دینے والا اور غیر اللہ کو داتا کہنا قرآن کریم سے ثابت ہے کہ جب حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کو کہا:

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (مریم: ۱۹)

ترجمہ: بولا اے شک میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک پاکیزہ بیٹا دوں۔

قارئین کرام! اگر غیر اللہ کو داتا کہنا شرک ہوتا، تو جبریل بھی تو غیر اللہ ہیں وہ یوں نہ کہتے کہ میں تجھے پاکیزہ بیٹا دوں بلکہ یہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ تجھے پاکیزہ بیٹا عطا فرمائے۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ کو بھی "داتا" کہا جاسکتا ہے۔

حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ کو داتا کہنے والوں پر شرک کے فتوے تھوپنے والے یہ کیوں

بہول رہے ہیں کہ اس کائنات میں عالم صرف اللہ رب العزت کی ذات ہے پھر یہ کیوں اپنے چھوٹے سے چھوٹے مولوی کو استاذ العلماء، شیخ العلماء جیسے القابات سے ملقب کرتے ہیں۔ کیا یہ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ شرک نہیں؟؟؟

اور پھر کچھ لوگ اپنی کم علمی اور اپنی کم فہمی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ "گنج بخش" تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات استغفرہ ہے، غیر اللہ کو گنج بخش نہیں کہنا چاہیے۔ جبکہ قرآن کریم میں رب لم یزل نے ارشاد فرمایا:

هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (س: ۳۹)

ترجمہ: یہ ہماری عطا ہے اب تو جس پر چاہے احسان کر یا روک رکھ، تجھ پر کچھ حساب نہیں۔

اس آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کو حکم فرمایا کہ ہم نے تجھے دے دیا، اب جس کو چاہے تو عطا کر یا نہ کر۔ اور گنج بخش فارسی کا لفظ ہے، جس کا معنی ہے "خزانے دینے والا" اب جس کو اللہ تعالیٰ خود حکم فرمائے کہ جس کو چاہے تو دے اور جس کو چاہے نہ دے، تو یہ کون ہوتے ہیں اولیاء کرام اور علماء حق پر فتوے لگانے والے؟

گمراہ لوگ سادہ لوح مسلمانوں میں یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مردہ کیسے داتا، اور مشکل کشا ہوتا ہے؟ حیات اولیاء کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: بے شک دنیا کا کافر کے لیے جنت اور مومن کے لیے قید خانہ ہے جب مومن کی

جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص قید میں تھا اب اس کو آزاد کر دیا گیا ہو پس وہ زمین میں گشت کرنے اور آزادی کے ساتھ چلنے پھرنے لگا ہو۔

(المعجم الکبیر، ج ۶ ص ۳۶۹)

علم سے کورے لوگو! ہوش کے ناخن لو نبی آخر الزماں ﷺ نے عام مومن کے بارے میں فرمایا کہ وہ دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے۔ تو اولیاء اللہ جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں ان کا کیا عالم ہوگا؟

محبوبانِ خدا کو بلانے کا انداز

عاقبت نا اندیش لوگوں کے نظریہ کے مطابق انبیاء کرام یا اولیاء اللہ کو القابات نہیں دینے چاہئیں جبکہ رب کائنات نے خود قرآن کریم میں نبی اکرم ﷺ کو اچھے اچھے القابات سے ملقب

فرمایا۔ کہیں یا لکھا النبیؐ، کہیں یا لکھا الرسولؐ، کہیں یا لکھا المرسلؐ، کہیں یا لکھا المکذوبؐ، کہیں یا لکھا یسین اور طے جیسے خوبصورت القابات سے ملقب فرما کر ثابت فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کو اچھے القابات کے ساتھ پکارنا خود اللہ رب العزت کی سنت ہے۔ اگر ان بے شعور لوگوں کے نزدیک اولیاء اللہ کو اچھے القابات سے پکارنا شرک ہے تو یہ کیوں بھول رہے کہ اس کائنات میں حافظ صرف اللہ رب العزت کی ذات اقدس ہے یہ لوگ پھر کیوں اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو حافظ کے لقب سے پکارتے ہیں؟ کیا یہ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ شرک نہیں؟

گھناؤنی سازش اور پر زور اپیل

قارئین کرام! جیسا کہ دشمنان حق ہمیشہ سے حق اور حق والوں کے خلاف گھناؤنی سازشوں کے بند باندھتے آئے ہیں۔ توحید کے ان نام نہاد ٹھیکیداروں نے حال ہی میں انتہائی بے حیثی کا مظاہرہ کیا اور اپنی ازلی فطرت غلیظہ کا ثبوت دیا۔ ان بدعقیدہ لوگوں نے علماء اہلسنت پر کچھڑ اچھالنے کی مذموم کوشش کرتے ہوئے ایک پمفلٹ شائع کیا، (جس میں قرآن وحدیث کے حقیقی معنی ومفہوم کو بدل کے اولیاء اللہ کی صراحت اہانت وتحقیر کی گئی ہے) اور اس پمفلٹ کو علماء حق اہلسنت وجماعت کی طرف منسوب کرنے کی انتہائی قبیح حرکت کی ہے۔

سربراہان مملکت سے اپیل!

سربراہان مملکت سے میری پر زور اپیل ہے کہ ان فرقہ پرست اور توحید کی آڑ میں اسلام کا حقیقی مفہوم مسخ کرنے والوں کو لگام دی جائے۔ اگر ان انتشار پندوں اور توحید کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ زنی کرنے والوں کو نہ روکا گیا تو انہیں بڑو بازو روکنا ہماری ایمانی مجبوری ہوگی۔

کتاب سادہ رہے گی کب تک کبھی تو آغاز باب ہوگا
جنہوں نے بہتی اجاڑ ڈالی کبھی تو ان کا حساب ہوگا
وہ دن گئے کہ ہر ستم کو ادائے محبوب کہہ کے خوش تھے
اب اٹھے گی جو اینٹ ہم پر تو پھر اس کا جواب ہوگا
ہماری مصلحت اور شرافت کو ہماری کم علمی یا کم ہمتی تصور نہ کیا جائے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ:
ہم خاموش رہے کہ برباد نہ ہو جائے زمانے کا سکون

اور لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ جرأت اظہار نہیں؟

علماء ومشاہخ اہلسنت سے دردمندانہ اپیل!

چند روز قبل سیدی داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے عرب مبارک کے موقع پر حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب مدظلہ (بانی ادارہ صراط مستقیم) نے مزاروں اور خانقاہوں پر ہونے والے خرافات کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے اہلسنت کے عقائد صحیحہ کو سپرد فرطاس کر کے علماء ومفتیان اہلسنت کی مہر وسائن کے ساتھ تصدیق کروائی۔ جن میں سر فہرست

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد منیب الرحمن ہزاروی صاحب مدظلہ

حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبدالستار سعیدی صاحب مدظلہ

حضرت علامہ مولانا محمد مقصود احمد قادری صاحب مدظلہ

حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی صاحب مدظلہ

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام سرور قادری صاحب مدظلہ

حضرت علامہ مولانا محمد سرفراز نعیمی صاحب مدظلہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب مدظلہ

حضرت علامہ مولانا رضائے مصطفیٰ نقشبندی صاحب مدظلہ

شامل ہیں۔ اور وہ پمفلٹ بمعہ مہر وسائن شائع کر کے تقسیم کیا۔ بد قسمتی سے وہ پمفلٹ تحریک دعوت توحید جو بدعقیدہ نام نہاد اہل حدیثوں کی تحریک ہے۔ ان کے ہتھے چڑھ گیا انہوں نے اپنی ازلی بے ہمتی اور فطرت غلیظہ کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے عقائد باطلہ (جس میں وسیلہ ناجائز ہے، غیر اللہ کو داتا مدگار مشکل کشا نہیں کہنا چاہیے، غوث اعظم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں، وغیرہ وغیرہ) لکھ کر بتوں والی آیتوں سے استدلال کر کے آخر میں وہی اکابر بن اہلسنت کی مہریں اور سائن کپیوٹر سے سکین کر کے چپائی کر کے لکھ دیا کے بریلوی مکتبہ کے علماء نے ایک میٹنگ میں یہ فتویٰ جاری کیا اور اس کی تصدیق کی۔ جبکہ یہ سراسر جھوٹ ہے اور مسلک حق اہل سنت وجماعت کے خلاف کھلی سازش ہے۔ موجودہ صورت حال میں آپ سے میں بعد احترام عاجزانہ اپیل کرتا ہوں کہ حضور! یہ وقت حجروں میں بیٹھنے کا نہیں (بیجولہ نمبر ۵۰)

آپ کے دینی سوالات اور ان کا حل

محیب: ابو الفیاض مفتی محمد رمضان سیالوی

سوال: گذشتہ شماروں میں آپ نے انشورنس کے مسئلہ پر بڑی وضاحت سے روشنی ڈالی تھی لیکن علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی معاملہ عوام الناس کو عام طور پر درپیش ہو لیکن شریعت کی روشنی میں وہ ناجائز ہو تو اس کا متبادل یا اس کا شرعی حل بھی عوام کو بتائیں تاکہ عوام اس معاملہ کو سرانجام بھی دے سکیں اور گناہ سے بھی محفوظ رہیں لہذا ازارہ مہربانی انشورنس کا حل بھی بتادیں۔ (پروفیسر محمد اسلم لاہور)

جواب: بقول وبالله التوفیق: عوام الناس کی یہ پہلے ذمہ داری ہے کہ اپنے معاملات کو ابتدا سے ہی قرآن و سنت کے مطابق رکھیں اور خلاف شرع طریقوں سے اپنے مسائل کو ہرگز حل نہ کریں جو احکام قرآن و سنت کی صریح نصوص سے ثابت ہیں ان کی خلاف ورزی بہر صورت گناہ اور حرام کے زمرے میں ہی ہوگا اور اس کا متبادل کوئی نام نہاد روشن خیال مذہبی اسکالر تو شاید پیش کر کے دنیا کی شہرت اور دولت کے عوض اپنی آخرت کا سودا کر لے لیکن علماء حق ایسا نہ کر سکے اور نہ کریں گے البتہ کے اجتہادی اور جدید مسائل کا معاملہ اس کے خلاف ہے اور اللہ تعالیٰ محققین فقہاء کرام کو اپنی بارگاہ سے اجر عظیم عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنے بعد میں آنے والے علماء کیلئے ایسے بنیادی اصول وضع فرمادیئے تھے کہ ان کی روشنی میں قیامت تک پیش آنے والے جدید مسائل کے حل میں مدد ملتی رہے گی، فقہاء نے جستجو (Recerch) کے دروازوں کو کشادہ کیا اور مستقبل میں پیش آنے والے مسائل کے لئے اجتہاد کی راہیں متعین کرتے ہوئے رہنما اصول ترجیح دے دیئے الحمد للہ: آج بھی ایسے علماء بکثرت موجود ہیں جو اس دور کے پیش آمدہ جدید مسائل کے حل تلاش کرنے کے لئے اپنی تمام علمی صلاحیتوں کو بروئے کار لارہے ہیں البتہ ان کی تحقیقات سے موجودہ دور کے مسلمانوں کو آگاہ کرنے اور ایسے علماء اور فقہاء کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کی بہت ضرورت ہے۔

انشورنس جدید مسائل میں سے ہے اور جس دور میں یہ مسئلہ پیش آیا اسی وقت اس دور کے علماء نے محققین فقہاء کی آراء اور اجتہادی اصولوں کی روشنی میں اپنی آراء کا اظہار کر دیا تھا اور دور جدید

میں اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کر کے ہر پہلو کا حکم بھی موجودہ دور کے علماء نے تحریر فرمادیا ہے، تفصیل شرح صحیح مسلم شریف مولفہ حضرت علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ جدید فقہی مسائل مولفہ اور انشورنس کی شرعی حیثیت مولفہ حضرت علامہ ڈاکٹر نور احمد شاہناز صاحب مدظلہ انشورنس کیوں کرائیں مولفہ حضرت بحر العلوم مولانا اللہ دتہ سیالوی علیہ الرحمۃ اور دیگر کتب جدیدہ میں دیکھی جاسکتی ہے نیز مصر کے مشہور محقق ڈاکٹر عبدالمعتم البدر راوی مدظلہ نے اپنی تالیف ”التأمین فی القانون المصري والمقارن“ میں اس مسئلہ پر بڑی شرح و بسط سے کلام فرمایا ہے۔

موجودہ دور میں غیر شرعی انشورنس کرنے والے ادارے ”متعین پریمیم والا تجارتی انشورنس“ کرتے ہیں اور علماء کرام نے اس کا متبادل ”اسلامی انشورنس“ کے نام سے پیش کیا ہے جسے ”کفافل“ کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ پاکستان میں تکافل کے نام سے ہی ایک ادارہ اسلامک انشورنس کے لئے پاکستان اور کویت کے باہمی تعاون سے قائم کیا گیا ہے اور اسی طرح ملائیشیا، سوڈان، اور عرب امارات میں اس نام سے ادارے قائم ہیں اور ان اداروں کا بنیادی کام مروجہ غیر شرعی انشورنس کا متبادل فراہم کرنا ہے۔ اس اسلامی انشورنس بنام ”تکافل“ کے بارے مزید تفصیل درج ذیل ویب سائٹ (www.pktcl.com) پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

بندہ اس تکافل یعنی اسلامی انشورنس کے بنیادی خدوخال میں سے ایک صورت کو حضرت علامہ ڈاکٹر نور احمد شاہناز صاحب مدظلہ کی تالیف مذکورہ کے حوالے سے مختصر پیش کرتا ہے ”تکافل کی صورت یہ ہے کہ انجمن امداد باہمی کی طرز پر ایک انجمن ہو جو لوگوں سے تبرعات (قرض حسنہ) وصول کرے اور ہر وہ شخص جو اس انجمن کا ممبر بننا چاہے ایک مخصوص رقم بطور تبرع، عہدہ ماہ اس انجمن کو جمع کرائے گا اور اس مخصوص رقم کا تعین انجمن کرے گی جو رقم بطور تبرع انجمن کو جمع کرائی جائے گی اس کے جمع کراتے وقت جمع کرانے والا یہ نیت کرے گا کہ جو لوگ اس انجمن کے ممبر ہیں ان میں سے اگر کسی کو کوئی ضرر (کسی قسم کا نقصان) لاحق ہو تو عاقلہ کے قدیم نظام کے مطابق اس جمع شدہ رقم سے اس کی مدد کی جائے گی ان ممبرز میں سے تکافل کہنی اس کہنی کے معاملات اور دیگر انتظامی امور کو سرانجام دینے کے لئے ایک انتظامیہ کمیٹی تشکیل دے سکتی ہے جو جمع شدہ سارے سرمایہ کا حساب رکھے گی اور اس کے دیگر امور کو سرانجام دے گی مثلاً کس قسم کے ضرر میں کتنی رقم انجمن کے ممبر کو ادا کرنی ہے اس رقم کی مقدار انجمن باہمی مشاورت سے طے کر لے گی اور اس انجمن کا ممبر بننے وقت اس سازی تفصیل سے انجمن کے اراکین بنی ممبر شپ حاصل کرنے والے افراد کو آگاہ کریں گے۔ مثال کے طور پر کسی ممبر کے انتقال کی صورت میں اس کے لواحقین کو دس

لاکھ روپے دیئے جائیں گے اور کسی ممبر کی گاڑی چوری ہونے یا مکمل تباہ ہونے کی صورت میں گاڑی کی مالیت کے لحاظ سے (یعنی اس کے ماڈل، گاڑی کی موجودہ صورت حال، مارکیٹ میں اس وقت اس طرح کی گاڑی کی موجودہ قیمت وغیرہ) مثلاً پانچ لاکھ روپے یا جو بھی طے ہو گھریا دوکان میں آگ لگنے یا کسی زمینی اور آسمانی آفت کی صورت میں نقصان کے اندازے کے لحاظ سے ایک مخصوص رقم کا تعین کر لیا جائے نیز اسی پر دیگر نقصانات اور ان کی تلافی کی کسی حد تک کسی مخصوص رقم کی صورت میں تلافی کو اسی پر قیاس کر لیا جائے۔

تسکافل کے مذکورہ طریقہ کار کا جائزہ جب طے شدہ شرعی ضوابط کی روشنی میں لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ چونکہ ممبر کی جمع شدہ رقم تبرعات کی رقم ہے لہذا ممبر کا اس رقم پر اب کوئی حق ملکیت کا نہیں رہا لیکن اس انجمن کے عہدے دار حضرات اس جمع رقم شدہ رقم کے امین ہوں گے بایں صورت کہ یہ سب کی جمع شدہ رقم ہے اور سب اس کے امین ہیں، کمپنی کے عہدے دار حضرات اس جمع شدہ سرمایہ کو کاروبار میں لگائیں گے یہ انتظامیہ کمیٹی دیگر دفتری امور کے لئے ملازمین رکھ سکتی ہے، کمیٹی حاصل شدہ سرمایہ کو شرعی اصول تجارت یعنی مضاربت یا مشارکت وغیرہ کسی جائز کدو بار میں لگا سکتی ہے یعنی Invest کر سکتی ہے اس کاروبار سے حاصل شدہ منافع ایک مناسب وقت تک ممبران میں تقسیم نہیں ہوگا بلکہ اسی کمپنی انجمن کے کھاتے (Account) میں جمع ہوتا رہے گا اور یوں ممبران کو مختلف قسم کے نقصانات کی تلافی کی صورت میں جو رقم کم ہوگی اس منافع کی رقم سے وہ جمع شدہ رقم اپنی اصل پر قائم رہے گی یا بڑھتی رہے گی مزید اس سرمایہ کو تین حصوں میں تقسیم بھی کیا جاسکتا ہے ایک حصہ ممبران کے نقصانات کی تلافی کیلئے دوسرا حصہ کمپنی کے اخراجات کے لئے، تیسرا حصہ ممبران کو دینے کیلئے البتہ اس تیسرے حصہ کی تقسیم میں کمپنی کے عہدے دار حضرات اور ممبران اس رقم کی ادائیگی یا وصولی کے وقت بونس ہدیہ یعنی تحائف (Gifts) کی نیت کریں گے۔

ذکر کردہ طریقہ کار پر مزید غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں انجمن، کمپنی امداد باہمی کے طریقہ پر منافع بخش کاروبار بھی کر سکتی ہے اور عوام الناس کو انشورنس کا متبادل بھی آسانی سے میسر آجائے گا یہ طریقہ کار شریعت مطہرہ کے مطابق بھی ہے نیز اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ یعنی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو پر عمل بھی ہے۔

اگر کردہ تمام تفصیل کے بعد جناب ڈاکٹر نور احمد شاہناز صاحب مدظلہ نے اس کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ”اس کی جزئیات میں غور کریں تو نہ شرعاً تبرع کی ممانعت ہے نہ تبرعات کی رقم سے جس مقصد کیلئے تبرعات جمع ہوئے (یعنی ممبر کی عند الضرورة مدد اور اعانت) اس میں ممانعت کے خرچ کرنے کی ممانعت ہے اور نہ سرمایہ کو مضاربہ اور مشارکت کے جائز شرعی کاروبار میں لگانے کی ممانعت، پھر اس سرمایہ سے ممبر کو ہدیہ دینے کی کوئی شرعی ممانعت ہے اور نہ اس سارے نظام کو چلانے والے ملازمین کو تنخواہیں ادا کرنے کی ممانعت، تسکافل کمپنی یہ کر سکتی ہے کہ ہر ممبر سے ممبر سازی کے وقت سروس چار جز وصول کرے تاکہ یہ سارا نظام قائم رہ سکے اس طرح کی ”تعاونی اور تسکافل انشورنس میں نہ تو کوئی مفاسد ہیں نہ غرر (دھوکہ)“ قمار (جوا) یا رہا (سود) کی صورت ہے، یعنی مروجہ غیر شرعی انشورنس دھوکہ، جوا اور سود جیسے مفاسد پر مشتمل ہے اور ذکر کردہ ”اسلامی انشورنس“ بنام ”تسکافل“ ان تمام مفاسد سے خالی ہے۔

☆☆☆.....☆☆☆.....☆☆☆

﴿توجہ فرمانیں﴾

مضمون نگاران سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے مضامین براہ کرم ہر انگریزی ماہ کی پندرہ تاریخ تک ارسال کر دیا کریں۔ تاکہ بروقت شمارے میں شائع کئے جاسکیں۔ آپ اپنے مضامین ڈاک کی بجائے ایل میل بھی کر سکتے ہیں۔ شکریہ

ایل میل اڈریس: m_ikram_butt@yahoo.com

ہدیۂ تبریک و تحسین

ادیب اہل سنت، استاذ العلماء، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا

محمد صدیق ہزاروی مدظلہ

کو اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر منتخب کئے جانے پر
ہم دل کی اتھا گہرائیوں سے ہدیۂ تبریک و تحسین پیش کرتے ہیں۔

منجانب : مجلس علماء نظامیہ پاکستان

مبارکباد

سنٹر برائے سوک ایجوکیشن پاکستان کے زیر اہتمام اولڈ کیمپس، پنجاب یونیورسٹی
میں مدارس دینیہ اور کالجز یونیورسٹیز کے سٹوڈنٹس کے درمیان کیلی گرافی اور پورٹریٹ
کا ایک مقابلہ منعقد ہوا۔ جس میں مجددِ تعالیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
کے ہونہار، باصلاحیت طالب علم محمد اویس قادری (درجہ رابعہ) کو متفقہ طور پر
دوسری پوزیشن کا حقدار قرار دیا گیا۔ ہم موصوف کو ہدیۂ تبریک و تحسین پیش
کرتے ہوئے ان کی مزید ترقیوں اور کامیابیوں کے لئے دعا گو ہیں۔

منجانب : بزم رضا جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

جامعہ نظامیہ رضویہ کی خدمات پر ایک نظر

- ★ — جامعہ نظامیہ رضویہ رئیس الحدیث، امام الاقویاء حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبدالقیوم ^{رحمۃ اللہ علیہ} کی ہمیشہ رہنے والی بے مثال یادگار ہے۔
- ★ — جامعہ ہذا عرصہ 51 سال سے دینی و ملی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔
- ★ — جامعہ ہذا سے اب تک ہزاروں علماء، قراء اور حفاظ فارغ ہو چکے ہیں۔
- ★ — بلجیم، برطانیہ، امریکہ، دوسری، جرمنی اور ساؤتھ افریقہ میں جامعہ کے بے شمار فضلاء خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- ★ — جامعہ ہذا نے لاہور کے علاوہ شیخوپورہ، ایبٹ آباد و دیگر شہروں میں بھی دینی تعلیم کے تقریباً 80 مکاتب قائم کیے ہیں۔
- ★ — جامعہ ہذا کے زیر اہتمام تقریباً 7000 ہزار طلبہ و طالبات کے قیام و طعام کتب، علاج معالجہ اور دیگر جملہ ضروریات کا انتظام و انصرام جامعہ کی طرف سے مفت کیا جاتا ہے۔
- ★ — جامعہ ہذا میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے علوم اسلامیہ کی ابتداء سے لے کر اعلیٰ درجات تک معیاری تعلیم دی جاتی ہے۔ جبکہ حالاتِ حاضرہ کے تحت جدید علوم ریاضی، انگلش، سائنس، کمپیوٹر وغیرہ میسرک تک تعلیم کا بھی خصوصی انتظام ہے۔
- ★ — جامعہ ہذا میں 200 سے زائد مدرسین و علماء کرام تعلیم دے رہے ہیں۔
- ★ — جامعہ ہذا کے دارالافتاء سے مسلمانوں کی دینی مسائل میں راہنمائی کی جاتی ہے۔
- ★ — جامعہ ہذا کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فقط اپنے اہل خیر بندوں کے ذریعے دین کا یہ عظیم الشان کام لے رہا ہے۔
- ★ — جامعہ کی مالی حالت..... بوجہ مستقل ضروری اخراجات اور تعمیر کے..... اہل خیر کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔